یوم خلافت نمبر

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ — جمعۃ المبارک ۲۳؍مئی و ۳۰؍مئی ۲۰۰۳ء — ۲۱؍و۲۸؍ربیع الاول ۱۴۲۴ ہجری قمری ۲۳؍و ۳۰؍ہجرت ۱۳۸۲ ہجری شمسی — شمارہ ۲۱،۲۲

خلفاء کے لئے دعا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے یہ دعا کی:

’’اے اللہ! میرے ان خلفاء پر رحم فرما جو میرے بعد آئیں گے، میری احادیث اور سنت بیان کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے‘‘۔(الجامع الصغیر جلد اول صفحہ ۲۰)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھــو الـنــاصــر

ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے

بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کردیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرت ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے

خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔

(سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا احباب جماعت کے نام محبت بھرا خصوصی پیغام)

جان سے پیارے احباب جماعت! اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اچانک وصال پر ایک زلزلہ تھا جس نے سب احباب جماعت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہماری آنکھیں اشکبار اور دل غمگین اور محزون ہیں مگر ہم اپنے رب کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر پر سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ ہمارے دل کی آواز اور ہماری روح کی پکار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ہی ہے۔ ہم سب خدا کی امانتیں ہیں اور اس کی طرف سے آنے والے اس بھاری امتحان کو قبول کرتے ہیں۔

ہمارا ربّ کتنا پیارا ہے جس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی اصلاح اور آنحضرت ﷺ کی شریعت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا اور اس عظیم مقصد کو مستقل طور پر جاری رکھنے کے لئے ایک ایسی قدرت ثانیہ کا وعدہ فرمایا جو دائمی اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے اور ہر خلیفہ کی وفات پر دوسرے خلیفہ کے ذریعہ مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلنے والی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا‘‘۔(الوصیت ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵،۳۰۶)

یہ خدا تعالیٰ کا بے شمار فضل اور احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جو خوف کی حالت پیدا ہوئی اس کو امن میں بدل دیا اور اپنے ہاتھ سے قدرت ثانیہ کو جاری فرما دیا۔

پس دعائیں کرتے ہوئے آپ میری مدد کریں کیونکہ ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کر سکتی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے۔ دعائیں کریں اور بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرتِ ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ’’جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا‘‘۔

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس (لندن۔ ۱۱؍مئی ۲۰۰۳ء)

زندہ حقیقت

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ آج روئے زمین پر خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ عالمگیر وہ واحد مسلم جماعت ہے جس کی بنیاد الٰہی نوشتوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے موعود امام مہدی و مسیح علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے رکھی۔ یہی وہ واحد جماعت ہے جو قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں مذکور خدا اور رسولؐ کے وعدوں اور بشارات کی مصداق ہے اور یہی وہ جماعت ہے جو آسمانی امام سے وابستہ ہونے کی وجہ سے حقیقی معنوں میں جماعت کہلانے کی مستحق ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید کا ہاتھ اس کے سر پر ہے اور یہ اس کی نظروں کے سامنے، اس کے فضلوں کے سایہ تلے نشوونما پاتے ہوئے دن بدن مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ نے آیتِ استخلاف میں مومنین اور اعمال صالحہ بجالانے والوں سے جو وعدہ فرمایا تھا وہ الٰہی وعدہ بڑی شان کے ساتھ احمدیہ مسلم جماعت کے حق میں جلوہ گر ہے۔ اسی جماعت میں رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے مطابق 'خلافت علی منہاج النبوۃ' کا بابرکت نظام قائم ہے۔ ایسی خلافت جو انسانوں کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ اور اس سے مؤید و منصور ہے، جس کے ذریعہ تمام عالم میں تمکنتِ دین اسلام کے نہایت عظیم الشان پروگرام جاری ہیں، جس سے سچی اور کامل وابستگی رکھنے والے مومنین کے خوف دور ہو کر ان کے دلوں پر آسمان سے سکینت اترتی ہے۔ ہاں یہی وہ خلافت حقّہ اسلامیہ ہے جس کے تحت ساری دنیا میں خدائے واحد کی عبادت کے قیام اور توحید حقیقی کے فیض سے تمام بنی نوع انسان کو وحدت کی لڑی میں پرونے کا عالمی نظام ترقی پذیر ہے۔

۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ۲۷؍مئی ۱۹۰۸ء کو خلافت علی منہاج نبوت کا جو مبارک سلسلہ جماعت احمدیہ میں قائم ہوا تھا۔ اس وقت ہم اس کے پانچویں دور میں سے گزر رہے ہیں۔ ۱۹؍اپریل ۲۰۰۳ء کو سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا وصال ہوا۔ یہ صدمہ ایسا تھا جس نے گویا کمریں توڑ کر رکھ دیں۔ لیکن مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مقدس خلفاء کی تربیت یافتہ اس جماعت کا الٰہی وعدوں پر پختہ ایمان اور یقین ذرہ بھر متزلزل نہیں ہوا۔ اور اس قادر و کریم نے ایک دفعہ پھر قدرت ثانیہ کی ایک اور عظیم الشان تجلّی ظاہر فرمائی اور حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ کے ذریعہ جماعت کے خوف کو امن میں بدلا۔ دشمنوں کی جھوٹی خوشیاں پامال ہوئیں اور مومنوں کے دل اللہ کے فضل اور احسان پر مسرور ہوئے۔

۲۷؍مئی کا دن جماعت میں 'یوم خلافت' کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس مناسبت سے الفضل انٹرنیشنل کا یہ خصوصی شمارہ ہدیہ قارئین ہے جو اسلام میں خلافت کی ضرورت، خلافت کا قیام، خلافت کی علامات، خلافت کے اختیارات، خلافت راشدہ کی عظیم برکات، خلافت راشدہ کے امتیازات وغیرہ اہم موضوعات پر مضامین کے علاوہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ کے احباب جماعت کے نام خصوصی پیغام سے مزیّن ہے جو حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت ادارہ الفضل انٹرنیشنل کی درخواست پر خاص طور پر عنایت فرمایا ہے۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ کی تازہ تصویر بھی شامل اشاعت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ احباب اس خصوصی نمبر کے مضامین کا نہایت توجہ سے مطالعہ کریں گے اور ایمان و عرفان کی نئی منزلوں کو طے کرتے ہوئے اور خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے اپنے اخلاص وفا کے تعلق کو محکم سے محکم تر کرتے ہوئے اس کی برکات سے حصہ پاتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بر روئے خاک شجرۂ راحت خلافت است

(کلام: مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر مرحوم)

آئینہ دار نورِ رسالت خلافت است
شیرازہ بندِ روحِ جماعت خلافت است

دیدم بسے نظام بروئے زمیں مگر
جانِ نظام و حسنِ سیاست خلافت است

میزانِ پادشاہی و جمہوریت غلط
قسطاسِ مستقیمِ عدالت خلافت است

ہریک طریق دُشمنِ تسکین رہرواں
راہِ نجات وامن و سلامت خلافت است

درمسجد و امام ندانی کہ راز چیست
مسجد جماعت است و امامت خلافت است

اے بے خبر بہ ظلِّ خلافت بیا! دگر
بررُوئے خاک شجرۂ راحت خلافت است

بگذر ز نفسِ خوش و ظلوم و جہول باش
نشنیدہ ای کہ بارِ امانت خلافت است

خریداران الفضل انٹرنیشنل مطلع رہیں کہ

☆...... ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا یہ خصوصی 'یوم خلافت نمبر' دو ہفتوں کے شماروں (شمارہ نمبر ۲۱ و ۲۲) پر مشتمل ہے۔ اس لئے ۳۰؍مئی کا شمارہ الگ شائع نہیں ہوگا۔

☆...... اس شمارہ میں خریداران الفضل انٹرنیشنل کے لئے سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تازہ تصویر بھی شامل ہے۔

☆...... جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بابرکت دورِ خلافت کے حوالہ سے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا خصوصی نمبر شائع ہوگا۔ انشاء اللہ۔

ہمارے ایمانوں کو تقویت دینے کے لئے ایسی پیشگوئیاں بھی قرآن شریف میں موجود ہیں جو غیروں کا منہ بند کرنے کے لئے کافی ہیں

(اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے حوالہ سے مختلف امور کا تذکرہ)

جماعت انگلستان اور ایم ٹی اے کے رضا کاروں کی خدمات پر خراج تحسین اور دعا کی تحریک

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۹؍مئی ۲۰۰۳ء)

(لندن ۹؍مئی): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے ﴿ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ لِلّٰہِ......الخ ﴾(سورۃ المائدہ:۹) کی تلاوت کی اور فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے صفات باری تعالیٰ پر جو خطبات کا سلسلہ شروع فرمایا ہوا تھا میں بھی کوشش کروں گا کہ اسی کو فی الحال آگے چلاؤں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ صفت خبیر کے بارہ میں بیان فرما رہے تھے۔ حضور انور نے آیت کریمہ کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ افسوس ہے کہ آج مسلمان بہت سے احکامات کی طرح اس حکم کو بھی بھلا بیٹھے ہیں اور یہی سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں یا کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ باخبر نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر پاکستان میں بعض اخبارات نے جس گندہ ذہنی اور غلاظت کی مثال قائم کی ہے اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال پیشگوئیوں کے مطابق یہ ہونا تھا اور ہمارے ایمانوں کو مزید تقویت ملتی ہے کہ خبیر خدا نے ان حالات کے بارہ میں پہلے ہی آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر دے دی تھی اور آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے یہ پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے زکوٰۃ کی ادائیگی پر مسلمانوں میں ایک تغیّر کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد پیش کرنے کے بعد اپنے غانا میں قیام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں بعض غیر احمدی شرفاء اپنی زکوٰۃ ہمارے پاس لے آتے تھے کہ ہم جماعت کو یہ دیتے ہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ جماعت جہاں خرچ کرے گی، صحیح مقصد کے لئے خرچ کرے گی اور اگر ہم نے اپنے علماء کو دی تو کوئی پتہ نہیں کیا ہو۔ کیونکہ جب ان کو زکوٰۃ دی جاتی ہے تو وہاں ان کے اپنے مسائل اور بندر بانٹ شروع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ شکر ہے اور جتنا بھی ہم شکر کریں کم ہے اس پر حمد کے گیت گائیں کہ اس نے ہمیں ایک ایسے نظام میں ایک ایسی لڑی میں پرو دیا ہے جہاں خلیفۂ وقت کے سایہ تلے ہر آنے والی رقم کی ایک ایک پائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی سوچ سمجھ کر خرچ کی جاتی ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۲۴ پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام میں خلافت کا نظام

(رقم فرمودہ: حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

خلافت کا مضمون موٹے طور پر مندرجہ ذیل شاخوں میں تقسیم شدہ ہے۔ (۱) خلافت کی تعریف (۲) خلافت کی ضرورت (۳) خلافت کا قیام (۴) خلافت کی علامات (۵) خلافت کے اختیارات (۶) خلافت سے عزل کا سوال اور (۷) خلافت کا زمانہ۔ مَیں ان سب کے متعلق مختصر فقرات میں جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ واللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُسْتَعَانُ۔

خلافت کی تعریف

سب سے اول نمبر پر خلافت کی تعریف کا سوال ہے یعنی یہ کہ خلافت سے کیا مراد ہے اور نظام خلافت کس چیز کا نام ہے؟ سو جاننا چاہئے کہ خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائم مقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں اور اصطلاحی طور پر خلیفہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اوّل وہ ربّانی مصلح جو خدا کی طرف سے دنیا میں کسی اصلاحی کام کے لئے مامور ہو کر مبعوث کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں تمام انبیاء اور رسول خلیفۃ اللہ کہلاتے ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت سے کام کرتے ہیں اور انہی معنوں میں قرآن شریف نے حضرت آدمؑ اور حضرت داؤدؑ کو ''خلیفہ'' کے نام سے یاد کیا ہے۔

دوم وہ برگزیدہ شخص جو کسی نبی یا روحانی مصلح کی وفات کے بعد اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کا قائمقام اور اس کی جماعت کا امام بنتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہما خلیفہ بنے۔

خلافت کی ضرورت

دوسرا سوال خلافت کی ضرورت کا ہے یعنی نظام خلافت کی ضرورت کس غرض سے پیش آتی ہے؟ سو اس کے متعلق جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت و دانائی کے ماتحت ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے قانون طبعی کے ماتحت انسان کی عمر محدود ہے لیکن اصلاح کا کام لمبے زمانہ کی نگرانی اور تربیت چاہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے نبوت کے بعد خلافت کا نظام مقرر فرمایا ہے تا کہ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ اس کے کام کی تکمیل ہو سکے۔ گویا جو تخم نبی کے ذریعہ بویا جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ اس حد تک تکمیل کو پہنچانے کا انتظام فرماتا ہے کہ وہ ابتدائی خطرات سے محفوظ ہو کر ایک مضبوط پودے کی صورت اختیار کر لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت کا نظام دراصل نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمہ ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں فرماتے ہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔

خلافت کا قیام

چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمّہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے قیام کو نبوت کی طرح اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تا کہ خدا کے علم میں جو شخص بھی حاضر الوقت لوگوں میں سے اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہو وہی مسند خلافت پر متمکن ہو سکے۔ البتہ چونکہ نبی کی بعثت کے بعد مومنوں کی ایک جماعت وجود میں آ چکی ہوتی ہے اور وہ نبوت کے فیض سے تربیت یافتہ بھی ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ خلافت کے انتخاب میں مومنوں کو بھی حصہ دار بنا دیتا ہے تا کہ وہ اس کی اطاعت بجا لانے اور اس کے ساتھ تعاون کرنے میں زیادہ شرح صدر محسوس کریں۔ اس طرح خلیفہ کا انتخاب ایک عجیب وغریب مخلوط قسم کا رنگ رکھتا ہے کہ بظاہر مومن انتخاب کرتے ہیں مگر حقیقۃً خدا کی تقدیر پوری ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ مومنوں کے دلوں پر تصرّف فرما کر ان کی رائے کو اہل شخص کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں ہر جگہ خلفاء کے تقرر کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور بار بار فرمایا ہے خلیفہ مَیں بناتا ہوں۔ اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق حدیث میں فرماتے ہیں کہ میرے بعد خدا اور مومنوں کی جماعت ابوبکرؓ کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہیں ہوں گے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی رسالہ 'الوصیت' میں یہی نکتہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے خود حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے مسلمانوں کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی مثال پر خود اپنے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو خدا کی دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔ ان حوالوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ گو بظاہر خلافت کے تقرر میں مومنوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے لیکن حقیقۃً تقدیر خدا کی چلتی ہے۔

خلافت کی علامات

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلافت کی علامات کیا ہیں جس سے ایک سچے خلیفہ کو شناخت کیا جا سکے؟ سو جاننا چاہئے کہ جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفۂ برحق کی دو بڑی علامتیں ہیں۔

ایک علامت وہ ہے جو سورۂ نور کی آیت استخلاف میں بیان کی گئی ہے یعنی ﴿وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا﴾ یعنی ''سچے خلفاء کے ذریعہ خدا تعالیٰ دین کی مضبوطی کا سامان پیدا کرتا ہے اور مومنوں کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیتا ہے۔ یہ خلفاء صرف میری ہی عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے''۔ پس جس طرح ہر درخت اپنے ظاہری پھل سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح سچا خلیفہ اپنے اس روحانی پھل سے پہچانا جاتا ہے جو اس کی ذات کے ساتھ ازل سے مقدر ہو چکا ہے۔

دوسری علامت حدیث میں بیان کی گئی ہے جو یہ ہے کہ استثنائی حالات کو چھوڑ کر ہر خلیفہ کا انتخاب مومنوں کی اتفاق رائے یا کثرت رائے سے ہونا چاہئے۔ کیونکہ گو حقیقۃً تقدیر خدا کی چلتی ہے مگر خدا نے اپنی حکیمانہ تدبیر کے ماتحت خلفاء کے تقرر میں بظاہر مومنوں کی رائے کا بھی دخل رکھا ہوا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''یَدْفَعُ اللّٰہُ وَیَاْبَی الْمُؤْمِنُوْنَ'' یعنی نہ تو خدائی تقدیر کسی اور کو خلیفہ بننے دے گی اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت پر راضی ہوگی۔ پس ہر خلیفہ برحق کی یہ دوسری علامت ہے کہ (۱) وہ مومنوں کے انتخاب سے قائم ہو اور (۲) خدا تعالیٰ اپنے فعل سے اس کی نصرت وتائید میں کھڑا ہو جائے اور اس کے ذریعہ سے دین کو تمکنت پہنچے۔ اس کے سوا بعض اور علامتیں بھی ہیں مگر اس جگہ اس تفصیل کی گنجائش نہیں۔

خلافت کی برکات

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے خلافت کا نظام ایک بہت ہی مبارک نظام ہے جس کے ذریعہ آفتاب نبوت کے ظاہری غروب کے بعد اللہ تعالیٰ ماہتاب نبوت کے طلوع کا انتظام فرماتا ہے اور الٰہی جماعت کو اس دھکّے کے اثرات سے بچا لیتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد نوزائیدہ جماعت پر ایک بھاری مصیبت کے طور پر وارد ہوتا ہے۔ نبی کا کام جیسا کہ قرآن شریف کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے تبلیغ ہدایت کے ساتھ ساتھ مومنوں کی جماعت کی دینی تعلیم، ان کی روحانی واخلاقی تربیت اور ان کی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے اور یہ سارے کام نبی کی وفات کے بعد خلیفۂ وقت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جس کا وجود جماعت کو انتشار سے بچا کر انہیں ایک مضبوط لڑی میں پرو کے رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں نبی کا وجود جماعت کے لئے محبت اور اخلاص کے تعلقات کا روحانی مرکز ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ اتحاد اور یکجہتی اور باہمی تعاون کا زرّیں سبق سیکھتے ہیں اور خلیفہ کا وجود اس درس وفا کو جاری اور تازہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے وجود کو جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے خلیفہ کے وجود کے ساتھ لازم وملزوم ہے ایک بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے اور اسے انتہائی اہمیت دی ہے اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ''مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ'' یعنی جو شخص جماعت سے کٹتا اور اس کے اندر تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ اپنے لئے آگ کا رستہ کھولتا ہے۔

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں ''عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الْمَھْدِیِّیْنَ'' یعنی اے مسلمانو! تم پر تمام دینی امور میں میری سنت پر عمل کرنا اور میرے بعد میرے خلفاء کے زمانہ میں ان کی سنت پر عمل کرنا بھی واجب ہوگا کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں گے۔

پس خلافت کا نظام ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے جس کے ذریعہ جماعتی اتحاد اور مرکزیت کے علاوہ جس کی ہر نوزائیدہ جماعت کو بھاری ضرورت ہوتی ہے نبوت کا نور جماعت کے سر پر جلوہ افروز رہتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی برکت ہے۔

خلافت کے اختیارات

اگلا سوال خلافت کے اختیارات سے تعلق رکھتا ہے۔ سو اس سوال کے جواب کو سمجھنے کے لئے بنیادی نکتہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خلافت ایک روحانی نظام ہے جس میں حکومت کا حق اوپر سے نیچے آتا ہے اور چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع ہے اور دوسری طرف شریعت ہمیشہ کے لئے مکمل ہو چکی ہے اس لئے جس طرح شریعت کے حدود کے اندر اندر نبوت کے اختیارات وسیع ہیں اسی طرح شریعت و سنت نبوت کی حدود کے اندر اندر خلافت کے اختیارات بھی وسیع ہیں۔ یعنی ایک خلیفہ اسلامی شریعت کی حدود کے اندر اندر اور اپنے نبی متبوع کی سنت کے تابع رہتے ہوئے الٰہی جماعت کے نظم ونسق میں وسیع اختیارات رکھتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے جمہوریت زدہ نوجوان اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ ایک واحد شخص کے اختیارات کو اتنی وسعت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن انہیں سوچنا چاہئے کہ اوّل تو خلافت کسی جمہوری اور دنیوی نظام کا حصہ نہیں بلکہ روحانی اور دینی نظام کا حصہ ہے جس کا حق خدا تعالیٰ کے ازلی حق کا حصہ بن کر اوپر سے نیچے کو آتا ہے اور خدا کا سایہ خلفاء کے سر پر رہتا ہے۔ دوسرے جب ایک خلیفہ کے لئے شریعت کی آہنی حدود معین ہیں اور نبی متبوع کی سنت کی چاردیواری بھی موجود ہے تو ان ٹھوس قیود کے ماتحت اس کے اختیارات کی وسعت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ نبی کے بعد خلیفہ کا وجود یقیناً ایک نعمت اور رحمت ہے اور رحمت کی وسعت بہرحال برکت کا موجب ہوتی ہے نہ کہ اعتراض کا۔ بایں ہمہ اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ چونکہ خلیفہ کے انتخاب میں بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے اس لئے اسے تمام اہم امور میں مومنوں کے مشورہ سے کام کرنا چاہئے۔ بے شک وہ اس بات کا پابند نہیں کہ لوگوں کے مشورہ کو ہر صورت میں قبول کرے لیکن وہ مشورہ حاصل کرنے کا پابند ضرور ہے تا کہ اس طرح ایک طرف تو جماعت میں ملّی اور دینی سیاست کی تربیت کا کام جاری رہے اور دوسری طرف عام کاموں میں مشورہ قبول کرنے سے جماعت میں زیادہ بشاشت کی کیفیت پیدا ہو۔ لیکن خاص حالات میں ﴿وَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ﴾ کا مقام بھی قائم رہے۔ یہ ایک بہت لطیف فلسفہ ہے ﴿وَلٰکِنْ قَلِیْلًا مَّا یَتَفَکَّرُوْنَ﴾۔

خلافت سے عزل کا سوال

جن لوگوں نے خلافت کے مقام کو نہیں سمجھا وہ بعض اوقات اپنی نادانی سے خلیفہ کے عزل کے سوال میں الجھنے لگتے ہیں۔ وہ دنیا کے جمہوری نظاموں کی

طرح خلافت کو بھی ایک دنیوی نظام خیال کرکے حسب ضرورت خلیفہ کے عزل کا رستہ تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک انتہا درجہ کی جہالت کا خیال ہے جو خلافت کے حقیقی مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔حق یہی ہے کہ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے خلافت ایک روحانی نظام ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرّف کے ماتحت نبوت کے تتمہ اور تکملہ کے طور پر قائم کیا جاتا ہے اور گو اس میں مصلحت الٰہی سے بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے مگر حقیقۃً وہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت قائم ہوتا ہے۔ اور پھر وہ ایک اعلیٰ درجہ کا الٰہی انعام بھی ہے۔پس اس کے متعلق کسی صورت میں عزل کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

’’خدا تجھے ایک قمیص پہنائے گا مگر منافق لوگ اسے اتارنا چاہیں گے لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا‘‘۔

اس مختصر ارشاد میں خلافت کے بابرکت قیام اور عزل کی ناپاک تحریک کا سارا فلسفہ آجاتا ہے۔

پھر نادان لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر باوجود اس کے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اس کے عزل کا سوال اٹھ سکتا ہے تو پھر نعوذ باللہ ایک نبی کے عزل کا سوال کیوں نہیں اٹھ سکتا؟ پس حق یہی ہے کہ خلفاء کے عزل کا سوال بالکل خارج از بحث ہے اور انبیاء کی طرح ان کے مزعومہ عزل کی ایک ہی صورت ہے کہ خدا انہیں موت کے ذریعہ دنیا سے اٹھالے۔خوب یاد رکھو کہ خلافت کے عزل کا سوال خلافت کے قیام کی فرع ہے نہ کہ ایک مستقل سوال۔ پس اگر یہ ایک حقیقت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اس نے بار بار اعلان فرمایا ہے اور جیسا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں صراحت فرمائی ہے تو عزل کا سوال کسی سچے مومن کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اسلام تو اس ضبط و نظم کا مذہب ہے کہ اس نے دنیوی حکمرانوں کے متعلق بھی جو محض لوگوں کی رائے سے یا ورثہ کی صورت میں قائم ہوتے ہیں تعلیم دی ہے کہ ان کے خلاف سر اٹھانے اور ان کے عزل کی کوشش کرنے کے درپے نہ ہو ’’اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَّاحًا‘‘۔ سوائے اس کے کہ تم ان کے رویہ میں خدائی قانون کی صریح بغاوت پاؤ۔تو کیا وہ خدا کے بنائے ہوئے خلفاء اور نبی کے مقدس جانشینوں کے متعلق عزل کی اجازت دے سکتا ہے؟ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ بِمَا تُؤْمَرُوْنَ!

خلافت کا زمانہ

بالآخر اس بحث میں خلافت کے زمانہ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔سو ظاہر ہے کہ جب خلافت خدا کا ایک انعام ہے اور وہ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے آتی ہے تو لازماً اس کے قیام کی دو ہی شرطیں سمجھی جائیں گی۔ اوّل یہ کہ خدائے حکیم و علیم کے علم میں مومنوں کی جماعت میں اس کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود ہوں اور دوسرے یہ کہ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے اس کی ضرورت باقی ہو۔اور چونکہ یہ دونوں باتیں خدا تعالیٰ کے مخصوص علم سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے کسی دَور میں خلافت کے زمانہ کا علم بھی صرف خدا کو ہی ہوسکتا ہے۔قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نبوت کے متعلق فرماتا ہے ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ یعنی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کس کے سپرد کرے گا۔اور چونکہ خلافت کا نظام بھی نبوت کے نظام کی فرع ہے اس لئے اس کے لئے بھی یہی قانون نافذ سمجھا جائے گا جو اس لطیف آیت میں نبوت کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

اب چونکہ حَيْثُ کا لفظ جو اس آیت میں رکھا گیا ہے عربی زبان میں ظرف مکان اور ظرف زمان دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اس لئے اس آیت کے مکمل معنی یہ بنیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کو بہتر جانتا ہے کہ نبوت اور اس کی اتباع میں خلافت پر کسی شخص کو فائز کرے اور پھر کس عرصہ تک کے لئے اس انعام کو جاری رکھے؟

پس جب تک کسی الٰہی جماعت میں خلافت کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود رہیں گے اور پھر جب تک خدا کے علم میں کسی الٰہی جماعت کے لئے نبوت کے کام کی تکمیل اور اس کی تخم ریزی کی نشوونما کی ضرورت باقی رہے گی خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اگر کسی وقت ظاہری اور تنظیمی خلافت کا دَور دبے گا تو اس کے مقابل پر اسلام کی خدمت کے لئے روحانی خلافت کا دَور ابھر آئے گا اور اس طرح انشاء اللہ اسلام کے باغ پر کبھی دائمی خزاں کا غلبہ نہیں ہوگا وَذٰلِکَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَظِيْمِ۔

(بشکریہ :ماھنامہ الفرقان ربوہ۔ مئی /جون ۱۹۶۷ء)

حضرت مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے حالات وخدمات قبل از خلافت

- ...... حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 15 ستمبر 1950ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم ومحترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے۔
- ...... آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نواسے ہیں۔
- ...... میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بی اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے کیا۔
- ...... 1967ء میں ساڑھے سترہ سال کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت فرمائی۔
- ...... 1976ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامکس میں حاصل کی۔
- ...... 31 جنوری 1977ء کو آپ کی شادی مکرمہ سیدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ مدظلّہا بنت محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیم صاحبہ مرحومہ ومکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔
- ...... آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی مکرمہ صاحبزادی امتہ الوارث فاتح سَلَّمَهَا اللّٰہ اہلیہ مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب نوابشاہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد سَلَّمَهُ اللّٰہ سے نوازا ہے۔
- ...... 1977ء میں وقف کرکے نصرت جہاں سکیم کے تحت اگست 77ء میں غانا تشریف لے گئے۔
- ...... غانا میں 1977ء سے 1985ء تک بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا 2 سال، ایسارچر 4 سال اور پھر 2 سال احمدیہ زرعی فارم ٹمالے شمالی غانا کے مینیجر رہے۔آپ نے غانا میں پہلی بار گندم اگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔
- ...... 1985ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور 17 مارچ 1985ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر تقرر ہوا۔
- ...... 18 جون 1994ء کو آپ کا تقرر بطور ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں ہوگیا۔
- ...... 10 دسمبر 1997ء کو آپ ناظر اعلیٰ وامیر مقامی مقرر ہوئے اور تا انتخاب خلافت اس منصب پر مامور رہے۔
- ...... اگست 1998ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے۔
- ...... بحیثیت ناظر اعلیٰ آپ ناظر ضیافت اور ناظر زراعت بھی خدمات بجالاتے رہے۔
- ...... 1994ء تا 1997ء چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رہے۔اسی عرصہ میں آپ صدر تزئین ربوہ کمیٹی بھی تھے۔آپ نے گلشن احمد نرسری کی توسیع اور ربوہ کو سرسبز بنانے کیلئے ذاتی کوشش اور نگرانی فرمائی۔
- ...... 1988ء سے 1995ء تک ممبر قضاء بورڈ رہے۔
- ...... خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں سال 77-76ء میں مہتمم صحت جسمانی، 85-84ء میں مہتمم تجنید، سال 86-85ء سے 89-88ء تک مہتمم مجالس بیرون اور 90-89ء میں نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان رہے۔
- ...... انصار اللہ پاکستان میں قائد ذہانت وصحت جسمانی 95ء اور قائد تعلیم القرآن 95ء تا 97ء رہے۔
- ...... 1999ء میں ایک مقدمہ میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ 30۔اپریل کو گرفتار ہوئے اور 10 مئی کو رہا ہوئے۔
- ...... 22۔ اپریل 2003ء کو لندن وقت کے مطابق 11:40 بجے رات آپ کے بطور خلیفۃ المسیح الخامس ہونے کا اعلان ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً 53 سال ہے۔
- ...... اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں بہت برکت ڈالے اور اشاعت اسلام کے کاموں میں روح القدس کی خاص تائیدات سے نوازے۔اور آپ کی سیادت میں احمدیت کا قافلہ شاہراہِ غلبۂ اسلام پر مضبوط قدموں کے ساتھ اور تیزی سے رواں دواں رہے۔آمین یا ربّ العالمین

★★★★★★★★★★★★★★★★★

ساری جماعت کا دل وہی ہے جو خلیفۂ وقت کا دل ہے

۱۰/جون ۱۹۸۲ء کو پہلی بیعت عام کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’ابتلاؤں سے بچنے کی دعا کریں اور ابتلاؤں سے بچانے کے لئے بیمار دلوں کے لئے دعائیں کریں۔ایک روح بھی، ایک جان بھی اگر ضائع ہو تو میرا دل اس کے لئے دکھ محسوس کرے گا اور میں یقین کرتا ہوں کہ ساری جماعت احمدیہ کا دل وہی ہے جو خلیفۂ وقت کا دل ہے۔ایک ذرہ بھی فرق نہیں ہے۔اس لئے ہم سب دکھوں میں مبتلا ہو جائیں پہلے اس سے کہ وہ دکھ ہم پر ڈالے جائیں اور دردبھری دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے نصرت اور رحمت کی مدد مانگتے ہوئے عرض کریں کہ اے خدا! ہمارے سارے بھائیوں کو بچالے۔ایک بھی ہم میں سے ضائع نہ ہو اور اگر کوئی زخم خوردہ ہے تو اس کے زخموں کو شفا بخشے اور وہ کامل توبہ اور توبۃ النصوح کے ساتھ دوبارہ سلسلے سے تعلق جوڑ لے‘‘۔(الفضل ۱۹/ جون ۱۹۸۲ء)

خطبہ جمعہ

ہمارے خبیر خدا نے چودہ سو سال قبل آنحضرت ﷺ کو ماضی کے حوالے سے بھی اور آئندہ زمانے میں ہونے والی ایجادات اور پیش آنے والے واقعات سے متعلق بھی تفصیل سے خبریں عطا فرمائیں جو بڑی شان سے پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ - فرمودہ ۱۱/اپریل ۲۰۰۳ء مطابق ۱۱/شہادت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کا مضمون آج کے خطبہ سے شروع ہو رہا ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، یہی مضمون جاری رہے گا۔

اس ضمن میں سب سے پہلے مَیں صفت الخبیر سے متعلق قرآن کریم کی چند آیات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد عربی زبان کی مختلف ڈکشنریوں سے لفظ خبیر کے معانی بیان کروں گا۔ ضمناً آپ کو یہ بھی بتادوں کہ صفتِ خبیر قرآن کریم میں چوالیس مرتبہ بیان ہوئی ہے۔

سورہ نساء:﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْفَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا ۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا﴾

(سورة النساء: ۱۳۶)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

دوسری آیت کریمہ میں ہے:۔﴿وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ۔ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ﴾ (سورہ الانعام:۱۹) اور وہ اپنے بندوں پر جلالی شان کے ساتھ غالب ہے اور وہ صاحبِ حکمت (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

تیسری آیت سورہ الانعام سے لی گئی ہے۔﴿وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ۔ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ قَوْلُہُ الْحَقُّ۔ وَلَہُ الْمُلْکُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَةِ۔ وَ ھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ﴾(سورة الانعام: ۷۴) اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ اور جس دن وہ کہتا ہے ہو جا تو وہ ہونے لگتا ہے اور ہو کر رہتا ہے۔ اس کا قول سچا ہے اور اسی کی بادشاہی ہوگی جس دن صُور میں پھونکا جائے گا۔ غیب کا اور حاضر کا جاننے والا ہے اور وہ صاحبِ حکمت (اور) ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

کُنْ فَیَکُوْن سے مراد یہ نہیں ہے کہ فوراً ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ دیکھئے ساری کائنات کی پیدائش پہلے خدا تعالیٰ نے لفظ کُن کہا تو یہ مطلب تو نہیں تھا کہ اچانک کائنات وجود میں آ گئی بلکہ ہونا شروع ہوگئی اور بالآخر مکمل ہو کر رہی۔

چوتھی آیت ہے:۔﴿لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ ۔ وَ ھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ﴾ (سورة الانعام: ۱۰۴) آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کی لغت میں عرض کرتا ہوں کہ مفسرین نے اس کا بہت گہرائی سے مطالعہ کیا۔ وہ لوگ جو تجربہ میں ماہر ہوں ان کو بھی خبیر کہا جاتا ہے اور جو کسی چیز کو گہرائی سے جانتا ہے جیسے کہتے ہیں خَبِیْرٌ بِالشُّئُوْنِ السِّیَاسِیَّةِ یعنی سیاسی معاملات میں ملک کا بادشاہ بڑی گہری نظر رکھتا ہے۔ اسی طرح کہتے ہیں خَبِیْرٌ فِی ھَنْدَسَةِ الْبِنَاءِ یعنی وہ تعمیراتی انجینئرنگ کا ماہر ہے۔ حاکم کو اصطلاحاً خبیر کہتے ہیں۔ اور مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ مختلف فیصلوں کے بارہ میں خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ فیصلہ کس طرح کرنا چاہئے۔ (المنجد)

الخبیر اللہ تعالیٰ کا نام ہے جس کا مطلب ہے کہ جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ (لسان العرب)

امام راغبؒ المفردات میں تحریر فرماتے ہیں خَبَرٌ: خبر سے مراد اشیاء معلومہ کا خبر کے لحاظ سے علم ہونا اور معروف چیزوں کا علمی طور پر جاننا۔ کیونکہ یہ مشکل تحریر ہے اس کو تفصیل سے میں بیان کروں پھر لوگ مجھ سے شکوہ کرتے ہیں کہ خطبہ لمبا ہو گیا مگر مجبوری ہے۔ یہ وہ عبارتیں ہیں جو عام فہم نہیں ہیں سمجھانی پڑتی ہیں۔

خبر: خبر سے مراد اشیاء معلومہ کا خبر کے لحاظ سے علم ہونا ہے یعنی وہ چیزیں جن کا علم ہے ظاہر طور پر، ان کا علم جو ہے اس کو بھی خبر کہتے ہیں اور گہرے طور پر کسی چیز کا علم ہونا اس کی کنہہ کا علم ہونا اس کو بھی خبر کہتے ہیں اور یہ زیادہ گہری خبر ہے۔ خدا تعالیٰ اس لحاظ سے خبیر ہے کہ ہر چیز کو اس کی گہرائی سے بھی جانتا ہے۔

اَلْخُبْرَةُ باطنی امور کی خبر کو کہتے ہیں، یہ میں بیان بھی کر چکا ہوں۔ ارشاد الٰہی ہے:۔ ﴿وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْن﴾ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی باطنی حالتوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

خَبِیْرٌ مُخْبِرٌ کے معنوں میں بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ اور وہ تمہیں خبر دے گا اس کی جو تم کیا کرتے تھے۔ (مفردات امام راغب)

حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ''﴿خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾: بدیوں سے رکنے کے لئے اس آیت کا مطالعہ بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ساتھ ہے۔ ہمارے ہر کام سے باخبر ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد۴ صفحہ ۲۸۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ہر زمانے میں نئے معارف اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ فلسفی اپنے رنگ میں، طبیب اپنے مذاق پر، صوفی اپنے طرز پر بیان کرتے ہیں۔ اور پھر یہ تفصیل بھی حکیم و خبیر خدا نے رکھی ہے۔ حکیم اس کو کہتے ہیں کہ جن چیزوں کا علم مطلوب ہو وہ کامل طور پر ہو اور پھر عمل بھی کامل ہوا ایسا کہ ہر ایک چیز کو

اپنے اپنے محل وموقع پر رکھ سکے‘‘۔ ہر چیز کا علم اپنی جگہ پر ہے مگر یہ کہ اس کو کہاں بیان کرنا ہے اور کس جگہ رکھنا ہے یہ الگ مسئلہ ہے۔ تو قرآن کریم میں جو خبیر کا لفظ آیا ہے ان دونوں معنوں پر حاوی ہے یعنی اللہ تعالیٰ خبیر بھی ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ یہ بات کہاں کہنی ہے اور کب کہنی ہے۔ وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ مَحَلِّہٖ اور ’’خَبِیْرٌ مبالغہ کا صیغہ ہے‘‘۔ خَبِیْرٌ اسم مبالغہ کا صیغہ ہے مطلب یہ ہے کہ بہت زیادہ جانتا ہے۔ خَبِیْرٌ ایسے علم کو کہتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے جب کہتے ہیں خَبِیْرٌ کہ اس کے علم کے احاطے سے کوئی چیز بھی باہر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لکھتے ہیں:۔ قرآن کریم کو کتاب مجید یا خاتم الکتب بھی ٹھہرایا گیا ہے اور اس کا زمانہ قیامت تک دراز تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ کس طرح پر یہ تعلیمیں ذہن نشین کرنی چاہئیں۔ چنانچہ اسی کے مطابق تفاصیل کی ہیں۔ پھر اس کا سلسلہ جاری رکھا کہ جو مجدّد و مصلح احیاء دین کے لئے آتے ہیں وہ خود مفصل آتے ہیں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۴۲ جدید ایڈیشن)

آج سے چودہ سو سال قبل نزول قرآن کے زمانہ میں ہمارے خبیر خدا نے آئندہ زمانہ میں ہونے والی ایجادات کا اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا۔ لیکن آج کے زمانے میں وہ خبریں حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ رہی ہیں تو نہ صرف ہمیں اُن خبروں کو سمجھنے کی توفیق مل رہی ہے بلکہ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا، ان کے مقام اور مرتبہ کی عظمت بھی روشن ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی چند مثالیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ماضی کی خبر جس کی آنحضرتؐ کے زمانے میں کسی کو خبر نہیں تھی اور پھر ماضی کے حوالے سے مستقبل کی خبر اس میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے متعلق میں بتاتا ہوں۔

﴿وَحَمَلْنٰهُ عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ۔ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا۔ جَزَآءً لِّمَنْ کَانَ کُفِرَ۔ وَلَقَدْ تَّرَکْنٰهَآ اٰیَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ﴾ (سورۃ القمر: ۱۴ تا ۱۶)

اور اسے (یعنی نوح کو) ہم نے تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر سوار کیا۔ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی۔ اُس کی جزا کے طور پر جس کا انکار کیا گیا تھا۔ اور یقیناً ہم نے اس (کشتی) کو ایک بڑے نشان کے طور پر چھوڑا۔ پس ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

ان آیات میں حضرت نوحؑ کی کشتی کا جو ذکر ہے وہ آئندہ زمانے میں بطور نشان ظاہر ہونے والی چیز ہے۔ مختلف لوگوں نے مختلف سائنسدانوں نے مختلف نظریات پیش کئے ہیں۔ بعض جُودی پہاڑ کہتے ہیں کہ جُودی پہاڑ پر وہ کشتی اٹک گئی تھی جا کے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کہیں اور ہے۔ میں نے اس سلسلے میں بہت تحقیق کروائی ہے اور جہاں تک میری تحقیق کا تعلق ہے حضرت نوحؑ کی کشتی محفوظ ضرور ہے مگر کسی پہاڑ کی چوٹی پر نہیں۔ وہ غالباً بحر مردار کی گہرائی میں کہیں پڑی ہوئی ہے۔ بحر مردار میں پانی اتنا گاڑھا ہے کہ اس کی تہ میں جو چیز بیٹھ جائے وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ بھی ہو جاتی ہے۔ پس اس کشتی کا جہاں تک میرے تحقیق کروانے کا تعلق ہے میرا اپنا خیال یہی ہے کہ وہ بحر مردار میں سے کسی وقت نکالی جائے گی۔ میری طرف سے مقرر ہیں بعض احمدی سائنسدان وہ مسلسل تحقیق کر رہے ہیں۔

اب فرعون کی لاش باقی رکھے جانے کی خبر:۔ ﴿فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَةً۔ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ﴾ (یونس: ۹۳) فرعون سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس آج کے دن ہم تجھے تیرے بدن کے ساتھ نجات بخشیں گے تا کہ تُو اپنے بعد آنے والوں کے لئے ایک عبرت بن جائے۔ حال یہ ہے کہ انسانوں میں سے اکثر یقیناً ہمارے نشانات سے بالکل غافل ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ثابت کرتی ہے کہ قرآن کریم عالم الغیب کی طرف سے نازل ہوا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تو فرعون کی لاش کا کوئی اشارہ بھی نہیں تھا۔ فی زمانہ حضرت موسیٰ کے مقابل پر آنے والے فرعون کی لاش کو آثار قدیمہ والوں نے تلاش کر لیا ہے۔ اس لاش سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرعون غرق ہونے کے باوجود مرنے سے پہلے ہی نکال لیا گیا تھا یعنی غرق تو ہوا لیکن ابھی سانس جاری تھا، ابھی سانس پوری طرح ڈوبا نہیں تھا کہ اس کا جسم نکال لیا گیا۔ اور اس کے بعد تقریباً ساٹھ سال تک یہ معذور حالت میں بستر پر لیٹا رہا۔ (یہ دیکھئے Ian Wilson کی کتاب Exodus Enigma ۱۹۸۵) اب فرعون کے متعلق تو حضرت رسول اللہ کے زمانے میں اہل عرب کو وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ اس کی لاش کہیں مل جائے گی۔ لاش کیا (یہ بھی علم نہ تھا کہ) اس کا کوئی وجود ایسا تھا جو ڈوب گیا اور پھر نکال لیا گیا۔ تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اس زمانے میں خبر دے دی۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ۔ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا﴾ (سورۃ الفرقان: ۵۴) اور وہی ہے جو دو سمندروں کو ملا دے گا۔ یہ بہت میٹھا اور یہ سخت کھارا (اور) کڑوا ہے اور اُس نے ان دونوں کے درمیان (سر دست) ایک روک (اور) جدائی ڈال رکھی ہے جو پاٹی نہیں جا سکتی۔

اب یہ دو سمندر ملانے کا جو تصور ہے یہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کسی عرب کو نہیں تھا۔ بڑے سے بڑے عالم کو بھی یہ تصور نہیں تھا کہ دو ایسے بھی سمندر ہیں جو الگ الگ ہیں ان کے درمیان ایک ایسی روک ہے جو بظاہر پاٹی نہیں جا سکتی لیکن خدا تعالیٰ ایک دن ان کو ملا دے گا۔ اب دیکھئے یہ پیشگوئی کس شان کے ساتھ پوری ہوتی ہے۔ بحر الکاہل اور بحر اوقیانوس کا ذکر ہے۔ بحر الکاہل نسبتاً میٹھے پانی کا سمندر ہے اور بحر اوقیانوس کڑوے پانی کا۔ ان دونوں سمندروں کو چالیس میل لمبی نہر پانامہ کے ذریعہ ملا دیا گیا ہے جو کہ امریکہ نے ۱۹۰۴ء سے لے کر ۱۹۱۴ء کے عرصہ میں بنائی۔ ان دونوں سمندروں کو ملانے کی ایک کوشش اس سے پہلے ۱۸۸۱ء سے لے کر ۱۸۸۹ء تک کی گئی تھی جو کامیاب نہ ہو سکی۔

اب سورہ رحمٰن کی ایک آیت ہے:۔

﴿مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ۔ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾ (سورۃ الرحمان: ۲۰ تا ۲۳) ’’وہ دو سمندروں کو ملا دے گا‘‘ تو وہ پہلے دو سمندر اور تھے یہ دو سمندر اور ہیں۔ اب نہر سویز کی بات ہو رہی ہے ’’وہ دو سمندروں کو ملا دے گا جو بڑھ بڑھ کر ایک دوسرے سے ملیں گے۔‘‘ یعنی لہر در لہر جب وہ ملائے جائیں گے تو ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے ہوئے چلیں گے۔‘‘ (سر دست) اُن کے درمیان ایک روک ہے (جس سے) وہ تجاوز نہیں کر سکتے۔ پس (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔ دونوں میں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں‘‘۔

ان آیات میں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ جن دو سمندروں کا ذکر ہے ان میں لؤلؤ اور مرجان یعنی موتی اور مونگے دونوں نکلتے ہیں اور جن دونوں کو آپس میں ملایا گیا ہے یَلْتَقِیٰنِ میں مستقبل میں ان کا ملنا مراد ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایسے دو سمندروں کا لوگوں کو علم ہی نہیں تھا۔ پس یہ آپس میں ملنے کی پیشگوئی تو بہت دور کی بات تھی۔ یہاں بحر احمر اور بحر روم مراد ہیں جن کو نہر سویز کے ذریعے ملا دیا گیا ہے۔ ۱۸۵۴ء سے ۱۸۶۹ء کے عرصہ میں فرانس اور مصر کے مشترکہ خرچ سے ایک فرانسیسی انجینئر کی نگرانی میں یہ نہر تعمیر کی گئی تھی۔ اس کی لمبائی ۱۰۱ میل ہے۔

اب آنحضرت ﷺ کے زمانے میں دو مشرقوں کا کوئی سوال نہیں تھا ایک مشرق تھی اور ایک مغرب تھی۔ اب اس زمانے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ﴾ (سورۃ الرحمن: ۱۸) دونوں مشرقوں کا ربّ اور دونوں مغربوں کا ربّ۔

اس آیت کریمہ میں دو مشرقوں اور دو مغربوں کا ذکر ہے حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ کے انسان کو صرف ایک مشرق اور ایک مغرب کا علم تھا۔ اس چھوٹی سی آیت میں آئندہ زمانہ کی یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس زمانے میں مشرقین بھی زیادہ دریافت ہو جائیں گی اور مغربین بھی۔

آسمان سے آگ کی بارش:۔ ﴿یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ۔ وَّ نُحَاسٌ فَلَا

سیٹلائٹ

تَنْتَصِرَانِ﴾ (الرحمن : ۳۶) تم دونوں پر آگ کے شعلے برسائے جائیں گے اور ایک طرح کا دھواں بھی۔ پس تم دونوں بدلہ نہ لے سکو گے۔

خلانورد سائنسدان راکٹوں میں بیٹھ کر جب آسمان پر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو اُن کے اوپر اسی طرح شعلے لپکتے ہیں اور ان کے لئے ممکن نہیں ہے کہ ان راکٹوں سے باہر کی فضا میں ایک سیکنڈ بھی سانس لے سکیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیشگوئی جو تھی آنحضرتؐ کے زمانے میں بعید از قیاس تھی وہ پوری ہو چکی ہے۔

اب ایٹم بم اور دوسرے تباہ کن ہتھیاروں کی خبر:۔ مَآ اَدْرٰکَ مَا الْحُطَمَةُ۔ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ۔ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ۔ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ۔ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ۔ (سورة الهمزة: ۶ تا ۱۰)۔ ''اور تجھے کیا بتائے کہ حُطَمہ کیا ہے''۔ حطمہ سے مراد ہے ایٹم اور ایٹم اور حطم کا تلفظ ملتے ہیں۔ حُطَمہ کا جو اصل معنی ہے عربی میں وہ چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے ذرّے میں آگ بھڑکائی گئی ہے۔ اب کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہ چھوٹے سے ذرّے کے اندر اور ''وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی۔ جو دلوں پر لپکے گی۔ یقیناً وہ اُن کے خلاف بند رکھی گئی ہے۔ ایسے ستونوں میں جو کھینچ کر لمبے کئے گئے ہیں''۔

اب سائنسدان خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایٹم پھٹنے سے پہلے عمودی شکل میں لمبا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پھر جب وہ پھٹتا ہے تو پھر وہ تباہی آتی ہے اور اس کی آگ جو ہے وہ گرمی کی وجہ سے نہیں مارتی لوگوں کو بلکہ اس کی جو شعاعیں ہیں، ریڈیائی شعاعیں وہ گرمی کی شعاعوں سے پہلے جا کے دلوں کو اچک لیتی ہیں۔ اور بالکل یہی بات قرآن کریم میں بیان فرمائی گئی ہے کہ بدنوں کو جھلسنے سے پہلے اس کی جو ریڈیائی طاقت ہے وہ دلوں کو بند کر دے گی۔ یہ تفسیر ہے سائنسدانوں نے جو لکھی ہے۔ کس طرح ایٹم پھٹتا ہے بعینہٖ قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق نقشہ کھینچا گیا ہے۔

ریڈیائی لہروں کے ذریعے جو دنیا میں اب تک بہت بڑی تباہی آچکی ہے ان میں ایک مثال ہیرو شیما اور ناگاساکی کی ہے۔ میں نے بھی جا کے وہاں دیکھا ہے۔ ابھی تک بھی لوگ ایٹمی توانائی سے تباہ ہوئے ہوئے موجود تھے۔ یہ دونوں شہر بالکل تباہ ہو چکے اور دس لاکھ سے زیادہ لوگ مر گئے۔ اور وہ سارے کے سارے ایٹمی توانائی کے اثر سے اس کی جو قوت ہے ریڈیائی اس سے مرے ہیں، جلنے سے نہیں مرے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق جو صفت خبیر ظاہر ہوئی، جس شان سے اس کی میں چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر جایا کرتے تھے جو حضرت عبادہ بن ثابت کی بیوی تھیں وہ آپ کو کھانا پیش کیا کرتی تھیں۔ ایک دن آپؐ اُن کے گھر گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا پھر آپؐ کا سر سہلانے لگیں۔ اس دوران آپؐ کی آنکھ لگ گئی۔ پھر آپؐ مسکراتے ہوئے اٹھے تو حضرت امّ حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش گئے جو خدا کی راہ میں جہاد کے لئے سمندر کا سفر کر رہے تھے اور وہ بادشاہوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ یہ سن کر حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے بنا دے۔ آپ نے دعا کی اور پھر سر رکھ کر سو گئے۔ اور پھر آپؐ مسکراتے ہوئے اٹھے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اب آپؐ پھر کیوں ہنس رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے کچھ غازی پیش کئے گئے جیسا کہ آپؐ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا۔ اس پر حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے بنا دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں میں سے ہے۔ پھر حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں سمندری سفر پر روانہ ہوئیں۔ امیر معاویہ کے زمانے میں اور جب بندرگاہ سے سواری پر بیٹھ کر نکلیں تو (اس سے گر کر) ان کی وفات ہو گئی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تم شہیدوں میں شامل نہیں ہو گی اس سے پہلے ہی وفات آپ کی ہو گئی۔

(صحیح مسلم کتاب الامارة۔ باب فضل الغزو فی البحر)

حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کا ایک حصہ اپنے پاس جمع کیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے لئے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے بھی اجازت دیں کہ میں آپ کے ساتھ چلوں کہ مریضوں کی دیکھ بھال کر سکوں۔ شاید مجھے بھی شہادت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے شہادت مقرر کر رکھی ہے اور آپ ان کو شہیدہ کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو باجماعت نماز پڑھایا کریں۔ پس حضرت ام ورقہ کے پاس ایک مؤذن بھی تھا جو اذان دیتا تھا اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھایا کرتیں تھیں۔ اب عورتیں گھر کے اندر تو اذان دے سکتی ہیں مگر اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں ایک مؤذن بھی انہوں نے رکھا ہوا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ کے زمانے میں ان کی ایک لونڈی اور غلام نے ان کو شہید کر دیا اور دونوں بھاگ گئے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس کا علم ہوا تو آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو بتایا کہ حضرت ام ورقہؓ کو ان کی لونڈی اور غلام شہید کر کے بھاگ گئے ہیں۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ وہ شہیدہ ہو گی۔ پھر قتل کرنے والوں کو پکڑ کر لایا گیا اور یہ پہلا واقعہ ہے جنہوں نے قتل کیا تھا ان کو صلیب دی گئی۔ (مسند اسحاق بن راھویہ۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۳۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے ایک شخص کو جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا کہا کہ یہ اصحاب النار میں سے ہے۔ جب جنگ ہوئی تو وہ بڑی دلیری سے لڑا اور بہت زخم کھائے۔ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ جس شخص کے بارے میں کہہ رہے تھے وہ تو بڑی بہادری سے لڑا ہے آپ فرما رہے تھے وہ اہل نار میں سے ہے۔ ایک اور شخص کو بھی آپ کی بات پر شک گزرا۔ وہ وہاں پہنچا جہاں وہ زخمی ہوا ہوا پڑا تھا اور اس نے درد کی شدّت سے گھبرا کر وہیں اپنے ہاتھ سے خودکشی کر لی۔ پس رسول اللہ ﷺ کی یہ بات پوری ہوئی کہ وہ اہل نار میں سے تھا۔ (صحیح بخاری باب العمل بالخواتیم)

۷ ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کے نام خطوط لکھے جن میں سے ایک خط کسریٰ شاہ ایران کے نام کا تھا۔ اس خط کے بارے میں تفصیل کے ساتھ ابن سعد نے طبقات میں اور طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ ابن سعد اور طبری لکھتے ہیں کہ جب کسریٰ نے آنحضرت ﷺ کا خط پڑھا تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہ خبر جب رسول اللہؐ کو پہنچی تو آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ! اسی طرح کسریٰ کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ دوسری طرف کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر کو لکھا کہ حجاز میں ظاہر ہونے والا شخص، جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس کو پکڑ کر لانے کے لئے دو جنگجو آدمی بھجواؤ۔ اس پر یمن کے گورنر باذان نے ایک خط لکھ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف دو آدمی روانہ کر دیئے۔ جب وہ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو حضورؐ نے خط دیکھا اور تبسم فرمایا۔ پھر آپؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی جس سے وہ گھبرا گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کل تک یہیں ٹھہرو۔ میں کل اس کا جواب دوں گا۔ پھر دوسرے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات میرے ربّ نے تمہارے ربّ کو قتل کر دیا ہے۔ یہ ایک ایسی خبر تھی جو خدا تعالیٰ کے سوا کون دے سکتا تھا رسول اللہ ﷺ کو۔ جب وہ واپس گئے تو بیان کرتے ہیں کہ یمن سے واپس آنے والے ایک شخص نے اطلاع کی کہ رات ہمارا کسریٰ قتل ہو گیا ہے اور اپنے بیٹے کے ہاتھوں سے قتل ہوا ہے۔ جب یہ باتیں یمن کے گورنر کو پہنچی تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم یہ باتیں تو عام انسان نہیں کر سکتا، یہ یقیناً کسی نبی کی باتیں ہیں۔ اور ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ باذان کو شیرویہ کسریٰ کے بیٹے کا خط پہنچا جس میں اس نے کسریٰ کے قتل کی خبر دی تھی اور رسول کریم ﷺ کی گرفتاری کے کسریٰ کے حکم کو موقوف کر دیا تھا۔ اس خط کے پہنچتے ہی باذان سمیت یمن میں مقیم سارے ایرانیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (الطبقات الکبری لابن سعد۔ جلد ۱ صفحہ ۲۶۰۔ تاریخ الطبری لابن جریر الطبری۔ جلد ۲ صفحہ ۱۳۴)

اب دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیش خبریاں جو یقیناً باخبر علیم خدا کی طرف سے دی گئی تھیں۔ ورنہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ اسی طرح پوری ہو جاتیں۔

ایک زمانے میں سلطنت برطانیہ کے مقابل پر روس کی سلطنت کو بہت بڑی عظمت حاصل تھی۔ اس زمانے میں زار روس کا اتنا غلبہ تھا کہ کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ بحالت زار پایا جائے گا۔ اس کی حالت غیر ہو جائے گی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا ''زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار''

یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں کی تھی۔ اس کے مطابق انقلاب روس میں زار اور اس کے خاندان کے ساتھ انتہائی ذلّت آمیز اور دردناک سلوک ہوا۔ پہلے وہ

بادشاہی سے دستبردار ہوا۔ پھر قید میں اذیت ناک زندگی گزاری اور ۱۶ رجولائی ۱۹۱۸ء کو خاندان کے جملہ افراد کے ساتھ اسے قتل کردیا گیا۔

اس کے قتل کے واقعات بڑے دردناک ہیں ، اس کی بیوی کے ساتھ وہاں کے سپاہیوں نے اس کی آنکھوں کے سامنے بدفعلی کی۔ اور اس کا کوئی بس نہیں چلا اور بہت ہی دردناک حالت میں مارا گیا۔ دنیا کے اخباروں نے عملاً اسی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الہامی شعر کا ترجمہ کیا کہ 'زار کی حالت زار' سب دنیا کے اخباروں نے یہی خبر شائع کی۔

اب حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب شہید اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل کی شہادت کی خبر:۔

۱۸۸۳ء میں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوۃ والسلام کو خبر دی گئی: ''شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ'' دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے بچ جائے گا۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۱۰۔ تذکرہ صفحہ ۸۸ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

چنانچہ اس خبر کے مطابق حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل کے شاگرد تھے نہایت بے دردی سے وسط ۱۹۰۱ء میں سرزمینِ کابل میں شہید کئے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے افغانستان کے اس وقت کے امیر عبدالرحمٰن خان کو جو آپ کی شہادت کا باعث بنا تھا اس کو بھی اپنی قہری تجلی سے پکڑ لیا۔ چنانچہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کو اس پر فالج کا حملہ ہوا اور تمام دنیوی کوششوں کے باوجود وہ اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گیا اور بالآخر ایک ماہ بعد ۳ر اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کو ۱۴ر جولائی ۱۹۰۳ء بروز منگل بڑے دردناک طریقہ سے کابل میں شہید کر دیا گیا۔ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی شہادت کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ اب عجیب بات ہے کہ اس زمانے میں ایک ایسی اندھیری چلی ہے جس کا اس سے پہلے کابل کی تاریخ میں کوئی ذکر نہیں ملتا کہ وہ زمانہ اندھیریوں کے چلنے کا ہے۔ وہ سرخ رنگ کی آندھی تھی اور بہت ہی خوفناک تھی، انگریزوں کا ایک نمائندہ اس زمانے میں وہاں موجود تھا اس نے بھی تفصیل سے لکھا ہے کہ ایسی آندھی کا کسی کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ اس زمانے میں اس موسم میں یہ آندھی چلا کرتی ہے اور اس کے ساتھ ایک وبا پھیل گئی، کچھ جراثیم تھے اس آندھی میں جس کی وجہ سے ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی اور سخت گرمی میں، مئی، جون میں تو ہیضہ نہیں پھیلا کرتا وہ ہیضہ پھوٹ پڑا اور سردار نصر اللہ خان کی بیوی اور نوجوان لڑکا بھی ہیضہ کا شکار ہو گئے۔ نصر اللہ خان وہی تھا جس نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید پر قتل کا فتویٰ دائر کیا تھا۔ اس کے متعلق آتا ہے، اس نے وہی انگریز جو نمائندہ تھا اس نے لکھا ہے کہ اس کی حالت پاگلوں کی طرح ہو چکی تھی۔ ایک کمرے سے دوسرے میں جاتا تھا۔ آوازیں دیتا تھا اپنی بیوی کو کہ تم کہاں ہو اس کا کوئی نشان نہیں ملتا تھا۔ تو اس قدر قہری تجلی خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور آج تک بھی یہ جاری ہے۔ زمین کابل اب لعنتی ہو چکی ہے اور جس قسم کی تباہی پہلے آئی تھی وہ اتنی دیر پہلے گزر چکی ہے اور ابھی تک اس نے پیچھا نہیں چھوڑا۔

حضرت ملک غلام حسین صاحبؓ ولد میاں کریم بخش صاحب سکنہ رہتاس ضلع جہلم نے اندازاً ۱۸۹۱ء میں بیعت کی، ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضورؑ کے حکم پر ۱۸۹۴ء میں ہجرت کر کے قادیان آگئے۔ حضورؑ نے آپ کا نام ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں آئینہ کمالاتِ اسلام میں درج فرمایا ہے۔ آپ نانبائی تھے اور لنگر خانہ کا کام بھی خود سرانجام دیا کرتے تھے۔ وہ عرض کرتے ہیں۔ حضرت صاحب شام کی نماز پڑھ کر مسجد میں لیٹ جایا کرتے تھے۔ اور بچے حضورؑ کو دبایا کرتے تھے۔ میرا بچہ محمد حسین بھی دبا رہا تھا۔ حضرت اقدس کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک اور لڑکا جلال جو پٹی کا تھا اور مغل تھا، وہ بھی دبا رہا تھا۔ حضرت ام المومنین بھی پاس بیٹھے تھے۔ یکدم حضرت صاحب نے جو آنکھ کھولی اور فرمایا ''محمد حسین ڈپٹی کمشنر بنے گا''۔

اب ایک نانبائی کا لڑکا، نان لگایا کرتا تھا لنگر خانے میں، اس کے لڑکے کے متعلق حضرت مسیح موعودعلیہ والسلام نے فرمایا وہ ڈپٹی کمشنر بنے گا۔ اب پیشگوئی دیکھئے کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ محمد حسین نے میٹرک کا امتحان اوّل پوزیشن میں پاس کر لیا۔ اس کے بعد محکمہ نہر میں پھر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کے دفتر میں ملازمت اختیار کر لی۔ کچھ عرصہ بعد یہ نوکری چھوڑ کر رہتاس آ گئے اور پھر انگلستان سے بیرسٹری پاس کر کے افریقہ میں پریکٹس شروع کی۔ وہاں بہت شہرت پائی۔ اس دوران نیروبی کے ڈپٹی کمشنر نے غالباً چار ماہ کی رخصت لی تو اس کی جگہ محمد حسین کو قائمقام ڈپٹی کمشنر مقرر کر دیا گیا۔ دیکھئے کس زمانے کی بات اور کس شان سے پوری ہوئی۔ ایک نانبائی کا لڑکا ڈپٹی کمشنر بن گیا۔

(رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۹۵ تا ۹۹)

مرزا قدرت اللہ صاحب ساکن محلّہ چابک سواراں لاہور نے بیان کیا کہ: ''غالباً ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام صبح کی سیر کے لئے تشریف لے گئے...... جب ہم اُس گاؤں کے بیچ میں پہنچے جو نواں پنڈ کے نام سے مشہور ہے......تو خلیفہ رجب الدین نے مجھے کہا...... کہ حضرت صاحب نے اس مقام پر جہاں سے ریلوے لائن گزرے گی، اپنے سوٹا سے نشان کر دیا ہے۔ اب دیکھئے ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے اور ریلوے بہت مدت کے بعد ۱۹۲۸ء میں آئی ہے۔ اور جہاں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے نشان ڈالا تھا بعینہٖ وہاں ریلوے کی پٹڑی بچھائی گئی ہے۔ ریلوے کا واقعہ ایک یہ بھی ہے کہ ۱۹۲۸ء میں میری پیدائش کے ایک دن بعد ریلوے آئی ہے۔ تو میں ہنس کے کہا کرتا تھا کہ وہ آخری مسافر جو پیدل آیا قادیان میں وہ میں تھا اس کے بعد پھر ریلوے شروع ہوگئی۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۴ صفحہ ۱۷۷)

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

'' خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلے کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقے کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمے سے پانی پئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔......سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا''۔ (تجلّیات الٰہیہ۔ صفحہ ۲۰۔ ۲۱)

ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ بچپن میں آپ بولتے نہیں تھے اور ان کے والد مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا مولوی راجیکی صاحب سے تو کہا کہ یہ میرا بچہ ہے بڑا اچھا لگتا ہے ہوشیار لیکن بولتا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ فکر نہ کرو ایسا بولے گا کہ ساری دنیا سنے گی۔ چنانچہ ڈاکٹر سلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپ کی بات سب دنیا نے پھر سنی۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:) دوست یہ شکوہ کرتے رہتے ہیں کہ میں زیادہ لمبا خطبہ دے دیتا ہوں۔ مگر مجبوری ہے بعض چیزیں سمجھانی پڑتی ہیں۔ اس سلسلے میں میں عراق کے متعلق بھی بعض باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں یہ بہت بڑی تباہی آئی ہے۔ اتنی کہ دل دہل جاتے ہیں اور جو اب تصویریں دکھا رہے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ جن ہاتھوں نے انہیں زخمی کیا ہے وہی ہاتھ اب مرہم پٹی بھی کر رہے ہیں اور اس کو بنی نوع انسان کی خدمت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ ساری دنیا میں پراپیگنڈا ہو رہا ہے کہ دیکھو ہم مظلوم عراقیوں کو پانی بھی دے رہے ہیں اور روٹی بھی دے رہے ہیں کپڑے بھی دے رہے ہیں حالانکہ ان کا پانی انہوں نے چھینا، ان کی روٹی انہوں نے چھینی، ان کے کپڑے بھی یہ چھین کر لے گئے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان قوموں سے کیا سلوک کرے گا۔ ہمیں تو ان پر رحم ہی آتا ہے، اللہ ان پر رحم فرمائے۔

****

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خلافت راشدہ کی عظیم برکات

خلفاء راشدین کی اطاعت کس طرح کرنی چاہئے؟

(حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کے ارشادات)

حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ نے ایک کتاب منصب امامت کے نام سے فارسی زبان میں تحریر فرمائی تھی جس کا اُردو ترجمہ گیلانی پریس لاہور سے ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا ہے۔ حضرت شہید مرحوم نے اس کتاب میں خلفاء راشدین اور خلافتِ راشدہ کے بارہ میں بھی بہت مفید تصریحات فرمائی ہیں۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہم ذیل میں متعلقہ حوالہ جات اُردو ترجمہ منصب امامت سے بطور اقتباس درج کرتے ہیں۔ صرف عنوان ہمارے ہیں۔ مسئلہ خلافت کے بارہ میں یہ حوالہ جات بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

(۱)

خلافت راشدہ کے ظہور کے لئے دعائیں کی جائیں

''نزول نعمتِ الٰہی یعنی ظہور خلافتِ راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہئے اور اسے مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہئے اور اپنی دعا کی قبولیت کی امید رکھنا اور خلیفۂ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمّت صرف کرنا چاہئے۔ شاید کہ یہ نعمتِ کاملہ اسی زمانہ میں ظہور فرماوے اور خلافتِ راشدہ اسی وقت ہی جلوہ گر ہو جائے۔ (منصب امامت صفحہ ۸۲)

☆☆......☆☆☆......☆☆

(۲)

خلافت راشدہ کا دوبارہ قیام ضروری ہے

''جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے اور ائمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانہ کا خلیفۂ راشد ہے۔ اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافت راشدہ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس۔ بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافت راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہوگی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی عود ہی نہیں کر سکتی۔ بلکہ ایک دوسری حدیث خلافتِ راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے''۔ (منصب امامت صفحہ ۸۳)

☆☆......☆☆☆......☆☆

(۳)

خلافت راشدہ نعمتِ ربّانی ہے

''امامت تامہ کو خلافتِ راشدہ خلافت علی منہاج النبوہ اور خلافتِ رحمت بھی کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب امامت کا چراغ شیشۂ خلافت میں جلوہ گر ہوا تو نعمتِ ربانی بنی نوع انسان کی پرورش کے لئے کمال تک پہنچی اور کمال روحانی اسی رحمتِ ربانی کے کمال کے ساتھ نورٌ علی نور آفتاب کی مانند چمکا''۔

(منصب امامت صفحہ ۷۹)

☆☆......☆☆☆......☆☆

(۴)

خلیفۂ راشد سب کا مُطاع ہے

''خلیفۂ راشد رسول کے فرزند ولیعہد کے بجائے اور دوسرے ائمہ دین بمنزلہ دوسرے بیٹوں کے۔ پس جیسا کہ تمام فرزندوں کی سعادتمندی کا تقاضا یہی ہے کہ جس طرح وہ مراتب پاسداری و خدمت گزاری اپنے باپ کے حق میں ادا لاتے ہیں وہ بتمامہ اپنے باپ کے جانشین بھائی سے بجالائیں اور اسے اپنے باپ کی جگہ شمار کریں اور اس کے ساتھ مشارکت کا دم نہ بھریں''۔ (منصب امامت صفحہ ۹۳)

☆☆......☆☆☆......☆☆

(۵)

خلیفۂ راشد کی شان و عظمت کا بیان

''خلیفۂ راشد سایۂ ربّ العالمین، ہمسایہ انبیاء مرسلین، سرمایۂ ترقی دین اور ہم پایۂ ملائکۂ مقربین ہے۔ دائرۂ امکان کا مرکز، تمام وجوہ سے باعثِ فخر اور اربابِ عرفان کا افسر ہے۔ دفتر افراد انسی کا سر ہے۔ اس کا دل تجلیٔ رحمٰن کا عرش اور اس کا سینہ رحمت وافرہ اور اقبال جلالتِ یزداں کا پرتو ہے۔ اس کی مقبولیت جمالِ ربّانی کا عکس ہے۔ اس کا قہر تیغ قضا اور مہر عطیات کا منبع ہے۔ اس سے اعراض معارضۂ تقدیر اور اس سے مخالفت مخالفتِ ربّ قدیر ہے۔ جو کمال اس کی خدمت گزاری میں صرف نہ ہو خیال ہے پُر از خلل۔ اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا سراسر وہم باطل و محال ہے۔ جو صاحبِ کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں، اس کی ہمسری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں''۔

(منصب امامت صفحہ ۸۶۔۸۷)

☆☆......☆☆☆......☆☆

(۶)

خلیفۂ وقت اور دیگر بزرگانِ ملّت کی حیثیت کا ذکر

''امام، رسول کے سعادتمند فرزند کی مانند ہے اور تمام اکابر امّت و بزرگان ملّت ملازموں اور خدمت گاروں اور جانثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابر سلطنت و ارکان مملکت کے لئے شہزادۂ والا قدر کی تعظیم ضروری اور اس سے توسل واجب ہے اور اس سے مقابلہ کرنا نمک حرامی کی علامت اور اس پر مفاخرت کا اظہار بدانجامی پر دلالت کرتا ہے ایسا ہی ہر صاحبِ کمال کے حضور میں تواضع اور تذلل سعادتِ دارین کا باعث ہے۔ اور اس کے حضور میں اپنے علم و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگت رکھنا رسول سے یگانگت ہے اور اس سے بیگانگی ہو تو خود رسول سے بیگانگی ہے''۔

(منصب امامت صفحہ ۷۸)

☆☆......☆☆☆......☆☆

(۷)

خلیفۂ راشد سے بحث و جدال جائز نہیں

''لازم ہے کہ احکام کے اجراء اور مہمّات کا انجام امام کے سپرد کیا جائے اور اس سے قیل و قال اور بحث و جدال نہ کیا جائے اور کسی مہم میں خود بخود اقدام نہ کیا جائے۔ اس کے حضور میں زبان کو بند رکھیں اور اپنی رائے سے سرانجام مقدمات میں دخل نہ دیں اور کسی طرح بھی اس کے سامنے استقلال کا دم نہ ماریں''۔

(منصب امامت صفحہ ۹۲)

☆☆......☆☆☆......☆☆

(۸)

خلیفۂ وقت کے فیصلہ کی قطعیت کا بیان

''جس وقت مواضع اختلاف اور مسائل اجتہاد میں امام کا حکم دو جانب میں سے ایک جانب متوجہ ہو تو ہر مجتہد، مقلّد، عالم، عامی، عارف اور غیر عارف پر واجب العمل ہوگا۔ کسی کو اس کے ساتھ اپنے اجتہاد یا اپنے الہام یا شیوخ متقدمین کے الہام سے تعرض نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی حکمِ امام کے مخالف کرے اور مذکورۃ الصدر امور کے خلاف تمسّک کرے تو بے شک عنداللہ عاصی اور اس کا عذر رب العٰلمین، انبیائے مرسلین و مجتہدین اور علماء کے حضور میں قابل قبول نہ ہوگا۔ اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ اہل اسلام سے کسی کو اس کے ساتھ اختلاف نہیں ہے''۔ (منصب امامت صفحہ ۸۹)

☆☆......☆☆☆......☆☆

(۹)

خلیفۂ وقت کا حکم واجب الاتّباع اور اصول دین سے ہے

''شرع مجموعہ کتاب اللہ و سنت رسول اور احکام خلیفۃ اللہ سے مستفاد شدہ امور سے مراد ہے۔ پس جیسا کہ کتاب و سنت اصول دین متین سے ہے ایسا ہی حکم امام بھی ادلّہ شرع مبین سے ہے۔ اور جس طرح سنت کو کتاب اللہ سے دوسرا درجہ حاصل ہے ایسا ہی حکمِ امام سنتِ رسول سے دوسرے درجہ پر ہے۔ پس اصل کتاب اللہ ہے اور اسے واضح کرنے والی سنتِ نبوی اور اس کا مُبَیّن امام ہے۔ کتاب اللہ پر ایمان سب سے اوّل ہے اور ایمان بالرسول بعدہٗ اور خلیفۃ اللہ پر یقین تیسرے درجہ پر ہے۔............ اسی بناء پر علماء امّت نے اطاعت امام کو غیر مخصوصہ مقام صحتِ قیاس پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس کی اطاعت کو باوجود اس کے ضعیف قیاس کے بھی واجب جانا ہے اور اس کے مخالف کو اگرچہ اس کا قیاس امام کے قیاس سے اظہر اور قوی ہو جائز نہیں رکھا۔ اور اس میں راز یہی ہے کہ اس کا حکم بذاتہٖ اصول دین سے ایک اصل ہے اور ادلّہ شرعیہ سے ایک دلیل ہے جو صحیح قیاس سے قوی ہے''۔

(منصب امامت صفحہ ۹۱)

☆☆......☆☆☆......☆☆

(۱۰)

قربِ خداوندی کے لئے خلیفۂ وقت کی اطاعت ضروری ہے

''امام وقت سے سرکشی اور روگردانی اس کے ساتھ گستاخی ہے اور اس کے ساتھ بلکہ خود رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود ربّ العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسّل کے بغیر تقرّب الٰہی محض خلل اور وہم ہے اور ایک خیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ گردد ورق

(منصب امامت صفحہ ۷۸)

☆☆......☆☆☆......☆☆

(۱۱)

خلیفۂ وقت کا مقصد محض حصولِ رضائے حق ہے

''بناءً علیہ جس وقت ایسا شخص منصب خلافت کو پہنچتا ہے تو ابواب سیاست میں محض خدا کے بندوں کی اصلاح اور نیابت رسول اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں مشغول رہتا ہے۔ اپنے نفع کے حصول کی آرزو اس کے دل میں نہیں گزرتی اور نہ کسی کے ضرر کا غبار اس کے دامن تک پہنچتا ہے۔ اور اطاعتِ ربّانی میں ہوائے نفس کی مشارکت کو شرک جانتا ہے اور کسی مقصد کا حصول سوائے رضائے حق کے اپنے دل کی خالص منزل کے لئے جنسِ کثافت خیال کرتا ہے۔ اسے بندگانِ خدا کی تربیت کے سوا نہ کچھ ظاہر میں مطلوب ہے اور نہ باطن میں مرغوب ہے''۔

(منصب امامت صفحہ ۹۷)

(۱۲)

امامت کے ظلّی رسالت ہونے کا مفہوم

''امامت ظلّی رسالت ہے۔ بنا اس کی اظہار پر ہے نہ کہ اخفاء پر، برخلاف ولایت کے۔ پس جیسا کہ منازل و وجاہت اور مقامات کا دعویٰ اور معاملاتِ ربّانی و کشف و اسرار روحانی کا بیان اربابِ ولایت کے حق میں مظنۂ سلب و زوال ہے اسی طرح ان کے حق میں ترقی و کمال کا باعث ہے''۔

(منصب امامت صفحہ ۷۴)

(بشکریہ: ماهنامه الفرقان ربوه۔ مئی / جون ۱۹۶۷ء)

بے مثال اجتماع ـ ناقابل فراموش نظارے

(عبدالباسط شاھد ـ لندن)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دور بے شمار کامیابیوں اور کارہائے نمایاں کے ساتھ اچانک حسن انجام کو پہنچا تو جماعت کے ہر فرد کے لئے یہ ایک عظیم صدمہ اور خوف ورنج کا امر تھا۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں حضور اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل بہت بیمار ہوگئے تھے اور کمزوری وعلالت کی وجہ سے ہر احمدی بہت زیادہ فکر مند تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور حضور کی وہ بیماری ختم ہوگئی ۔حضور نے پھر سے اپنے معمولات زندگی میں حصہ لینا شروع کر دیا اور قریباً تمام دینی مشاغل ومصروفیات شروع ہوگئیں ۔حضور نمازوں کی ادائیگی ، دفتری فرائض کی انجام دہی، ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں شمولیت اختیار فرمانے لگے ۔ حضور کی تلاوت قرآن کی مخصوص دلکش لَے پھر سے کانوں میں رس گھولنے لگی۔ جمعہ کے خطبات جو بیماری کی وجہ سے مختصر ہو گئے تھے آہستہ آہستہ پھر مفصّل ہونے لگے۔ مجالس عرفان کی رونقیں پھر سے پہلے کی طرح ہوگئیں اور حضور نہ صرف لوگوں کے سوالات کے تسلّی بخش جواب دینے لگے بلکہ ان مجالس میں پرانے واقعات ولطائف بھی بیان کرنے لگے اور یہ سب باتیں ہم سب کے لئے ازحد اطمینان وتسلی اور خوشی کا باعث بننے لگیں۔

حضورؒ کے معمولات زندگی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ تھکن اور آرام جیسے امور کو اپنی زندگی کا حصہ نہیں سمجھتے تھے۔ دن رات مسلسل کام کا حیرت انگیز معمول تھا۔ دینی مشاغل میں انہماک کا یہ عالم رہا کہ آپ کے ساتھ کام کرنے والے تو تھکن اور کام کی کثرت کی وجہ سے نڈھال ہو جاتے تھے مگر آپ برابر دلجمعی و بشاشت کے ساتھ اپنے کاموں میں مصروف اپنے ساتھیوں کی ہمت بڑھانے میں لگے رہتے ۔ بعض دفعہ تو ایسے بھی ہوا کہ رات دیر گئے تک سوال و جواب کی مجلس جاری رہتی اور آرام یا نیند کے لئے بہت تھوڑا وقت بچتا مگر حضور حسب معمول فجر کی نماز کے لئے تیار ہو کر مسجد میں تشریف لے آتے اور باقی احباب قافلہ جلدی جلدی بعد میں آکر شامل ہوتے۔

مجالس سوال وجواب کے ذکر سے حضور کی زندگی کا یہ غیر معمولی کارنامہ بھی آنکھوں کے سامنے سے ایک فلم کی طرح گزرتا ہے کہ آپ نے اپنوں اور غیروں کے سوالوں اور اعتراضات کا جواب دینے کا جو اہتمام فرمایا وہ اپنی جگہ ایک ادارے اور مستقل پروگرام کی شکل اختیار کر گیا۔ سوال کرنے والے عام طور پر متانت اور سنجیدگی سے سوال کرتے مگر بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آتا رہا کہ کوئی مخالف محض مخالفت کی غرض سے بحث میں الجھانے کی کوشش کرتا اور گفتگو کے آداب بھی پوری طرح مدّنظر نہ رکھتا مگر آپ کی بشاشت، جواب کی معقولیت وبرجستگی، مسئلہ پر مکمل عبور کی حالت بدستور قائم رہتی۔ یہ تو درمیان میں جملہ معترضہ آگیا۔ بیان یہ ہو رہا تھا کہ آپ تھکن یا آرام نام کی کسی چیز کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے اور مسلسل محنت کا ایک ایسا نمونہ پیش فرمایا جو اپنی مثال آپ ہے۔

آپ کے مشاغل میں احباب جماعت سے ملاقات بھی ایک عجیب پیاری چیز تھی۔ ہر شخص آپ سے مل کر روحانی تسکین وخوشی حاصل کرتا اور یوں لگتا تھا کہ سکون و اطمینان کے خزانے خدا تعالیٰ نے آپ کی تحویل میں دے دئے ہیں اور آپ ان کو مسلسل لٹاتے چلے جاتے ہیں ۔ بچوں سے آپ کی شفقت ومحبت بے پایاں تھی ۔ جماعت کا ہر بچہ اپنے آپ کو حضور کی خصوصی توجہ اور محبت کا مورد سمجھتا اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی افسوسناک وفات کا رنج جماعت میں بجلی کے کرنٹ کی طرح دنیا کے ہر کونہ میں محسوس کیا گیا۔

ایم ٹی اے، جو آپ کے کارناموں کی عظمت کو ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا ، پر آپ کی وفات کی خبر احمدی دنیا کے لئے ایک بہت بڑا جھٹکا تھا۔ خاکسار نے یہ خبر کینیڈا میں سنی جہاں میں چند دن کے لئے گیا ہوا تھا۔ ایسے موقع پر اتنی دوری کا تصور زیادہ ہی حسرت انگیز تھا اور ابھی مَیں سوچ ہی رہا تھا کہ اپنے پروگرام کو مختصر کر کے واپس پہنچ جاؤں کہ ایک عزیز کا فون آگیا کہ آپ ائرپورٹ چلے جائیں اور حضور کی زیارت و جنازہ میں شمولیت میں سارے خاندان کی نمائندگی کریں ۔ایک اور عزیز نے ازخود ادھر اُدھر فون کر کے اسی دن یعنی ہفتہ کو واپسی کا انتظام بھی کر دیا اور بتایا کہ آپ کی سیٹ کنفرم کروا دی ہے اور آپ آج ہی جا سکتے ہیں ۔

.........اس موقع پر خلافت اور خلیفہ وقت سے دلی تعلق وعقیدت کی جو مثالیں دیکھنے میں آئیں وہ اتنی حیرت انگیز اور عجیب ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ اس زمانے کی باتیں نہیں بلکہ کسی پچھلے زمانے کا قصہ ہے۔ ہر شخص آنسوؤں کو ضبط کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے ایک دوسرے سے تعزیت کر رہا ہے۔ ۲۰ سال سے زیادہ اس خلافت کی جو ٹھنڈی چھاؤں تسکین و اطمینان کا باعث بنی رہی تھی وہ یکدم جو سر سے ہٹی تو محرومی اور خوف کا احساس زندگی کے جذبہ کو سرد کئے جا رہا تھا۔ ہر کسی کے ذہن میں یہی سوال تھا کہ اب کیا ہوگا؟ ساری جماعت یتیمی کی کیفیت سے دوچار تھی اور ہر شخص پر یہ دُھن سوار تھی کہ وہ اپنے امام کی زیارت کی سعادت کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ لندن اس محبوب شخصیت کی وجہ سے ہر احمدی کی منزل نظر آنے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے مسجد فضل لندن کا سارا علاقہ عشاق احمدیت سے بھر گیا۔ بچپن میں قادیان کی گلیوں میں ایسی رونق جلسہ سالانہ کے موقع پر نظر آیا کرتی تھی کہ مسجد مبارک کے پاس پاس سب گلیاں اور بازار سجدہ گاہوں میں تبدیل ہو جایا کرتے تھے ۔یہاں لندن میں ایسا نظارہ کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آیا ہوگا کہ سڑکوں پر اس طرح ٹریفک بند ہو جائے اور گاڑیوں کی قطاروں کی بجائے نمازیوں کی عبادت اور خشیت و رقّت کے نظارے نظر آنے لگیں اور تاحد نظر انسانوں کا سمندر موجیں مار رہا ہو۔

ان آنے والوں میں بہت سے ایسے مخلصین تھے جن کی چھٹیاں ختم ہو چکی تھیں اور وہ اس بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شامل ہوئے تھے کہ ان کی ملازمت کا سلسلہ جاری رہے گا یا ختم ہو جائے گا۔ بہت سے ایسے غمزدہ بھی تھے جو فوری طور پر لندن آمدورفت کے کرائے کا انتظام کرنے کے لئے قرض کا بندوبست کر کے آسکے تھے۔ بہت سے صدمہ رسیدہ غیر معمولی حالات میں ویزا کا انتظام کرنے کی حیرت انگیز کہانیاں سنا رہے تھے ۔ ان سب حرماں نصیبوں کی آنکھوں کی سرخی اور چہروں کی تکان ایک ایسی عجیب کیفیت کی مظہر تھی جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ جلسہ سالانہ پر بھی ایسے ہجوم نظر نواز تو ہوا کرتے ہیں مگر وہ اپنے آنے کی تیاری مہینوں پہلے شروع کیا کرتے ہیں اور اسی طرح ان کے استقبال کے انتظامات بھی مہینوں پہلے شروع ہو جایا کرتے ہیں ۔ کام کرنے والے معاونین اور رضا کاروں کی ڈیوٹیاں پہلے سے لگی ہوتی ہیں ۔ راشن اور رسد کا انتظام بھی پہلے ہی کیا گیا ہوتا ہے مگر یہاں تو صورتحال بالکل مختلف تھی۔ کام کرنے والے اپنے گھروں سے اس افسوسناک خبر کو سنتے ہی مسجد فضل لندن کے لئے چل پڑے تھے مگر مسجد میں پہنچ کر انہیں پتہ چلا کہ وہ اپنے محبوب امام کی زیارت کے ساتھ ساتھ ہزاروں باہر سے آنے والوں کو سنبھالنے اور ان کے قیام وطعام کا انتظام کرنے کی ذمہ داریاں سنبھالنے والے ہیں۔ مسجد فضل کا احاطہ اور اردگرد کی گلیاں اس ہجوم کے لئے ناکافی پا کر لندن کے دوسرے مشنوں اور بیت الفتوح میں رہائش وقیام و طعام کا انتظام شروع کیا گیا ۔ یہ سب انتظامات جو ہنگامی بنیادوں پر شروع ہوئے تھے کسی طرح بھی مثالی اور کافی نہ تھے تاہم ان کا یہ پہلو بہت ہی مثالی اور لاجواب تھا کہ کہیں کوئی جھگڑا اور بدمزگی دیکھنے میں نہ آئی۔ میزبانوں اور مہمانوں کا تحمل، برداشت اور نظم و ضبط یقیناً ایسا تھا کہ اسے بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔

حضور کا چہرہ دیکھنے والوں کی لمبی لمبی قطاریں ہمیشہ اس غیر معمولی ''احمدی ڈسپلن'' کی یاد دلاتی رہیں گی۔

سفر کی صعوبتوں اور مشکلات میں عورتوں اور بچوں کو بالعموم زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور اس وجہ سے وہ ایسے مواقع پر کم ہی باہر نکل پاتی ہیں مگر یہاں پر جذبۂ شوق نے بچوں اور عورتوں کو بھی گھروں کے آرام چھوڑ کر باہر نکلنے پر مجبور کیا ہوا تھا اور ان کا ہجوم بھی یہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ اپنے ایمان ، اخلاص اور قربانی و فدائیت کے جذبہ میں مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

اس ساری تگ و دو کا مرکزی نقطہ مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس اور نئے امام کا انتخاب تھا ۔ ہفتہ ۱۹/اپریل سے منگل ۲۲/اپریل تک غم واندوہ اور دکھ تکلیف کا جو عالم رہا تھا اب اس اجلاس کے وقت وہ اپنے عروج پر تھا۔ جانے والی پیاری شخصیت کی جدائی کے صدمہ کے ساتھ ساتھ جماعتی اتحاد بلکہ جماعتی زندگی اور مستقبل کا دارومدار اس اجلاس پر تھا۔ صحیح فیصلہ آئندہ ترقی کا ضامن تھا۔ دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں ۔نماز عشاء کے بعد اراکین مجلس انتخاب تو اپنی اہم ذمہ داری کی ادائیگی میں ہمہ تن متوجہ تھے مگر باقی سب احمدی بھی مسجد کے آس پاس ہمہ تن انتظار بنے بیٹھے رہے ۔ انہیں اس بات کا احساس نہ ہوا کہ آدھی رات کا وقت ہو رہا ہے اور ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں۔ رات کا آرام کا بندوبست کیا ہوگا ۔ ایسے لگتا تھا کہ یہ عشاق اس دنیا کے لوگ نہیں ہیں اور اپنے آرام اور جسمانی تقاضوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے وہ مجلس انتخاب کے اس فیصلہ کے منتظر تھے جو ہمارے ایمان ویقین کے مطابق خدائی مشیت ومنشاء کا اظہار و اعلان ہوتا ہے۔ کم وبیش دو گھنٹے کے اجلاس کے بعد جب یہ اعلان ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی مقررہ مجلس انتخاب کے اجلاس میں حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہوئے ہیں تو دکھ اور خوف کی حالت امن میں تبدیل ہوگئی۔ ٹوٹی ہوئی کمروں کو سہارا مل گیا ۔ جماعت کے بہتر مستقبل کی خوشخبری مل گئی ۔ جماعتی اتحاد و اتفاق کی بنیاد میسر ہو گئی۔ خدا کی تائید ونصرت کے وعدے پورے ہوئے اور دشمنوں کی خواہشیں حسرتوں میں تبدیل ہوگئیں اور احمدیت کا فتح نصیب قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوگیا۔ خلافت، خدائی انعام و احسان ہمیں حاصل ہوا ۔ مومنوں کی جماعت کے ایمان کی خدائی گواہی حاصل ہوئی۔ اور ہم میں سے ہر شخص نے امن وسکون اپنے دلوں پر نازل ہوتے ہوئے محسوس کیا۔

بیعت اور نماز جنازہ کا منظر اور اس کے بعد فی سبیل اللہ قربانی و جہاد کے نئے ولولے اور عزائم ناقابل فراموش اور انمٹ یادیں ثبت کر گئے ہیں جن کی برکتیں ہم آنے والے ہر دن میں بیش از پیش دیکھتے چلے جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

F0ZMAN FOODS

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.N.T.SHOPS

2- SANDY HILL ROAD ILFORD, ESSEX

TELEPHONE

0181-553-3611

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء

خلافت کی اھمیت و برکات

(مبارک احمد تنویر۔ مبلغ سلسلہ جرمنی)

﴿وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ يَعْبُدُوْنَنِى لَايُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾۔ (سورۃ النور:۵۶)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

خدائے تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے بنی نوع انسان کے لئے جسمانی و روحانی ربوبیت کا ایک مکمل نظام قائم فرما رکھا ہے۔ جب بھی دنیا میں ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ کا دور دورہ ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے کسی نہ کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ جس سے گمراہی کے خلاؤں میں بھٹکنے والی انسانیت کو راہ نجات مل جاتی ہے۔ فیضان الٰہی کے چشمہ سے صدیوں کی پیاسی دھرتیاں سیراب ہو جاتی ہیں، بنجر زمینیں روحانیت کی سدابہار کھیتیوں سے لہلہانے لگتی ہیں۔ اور تقدیر الٰہی کے تحت جب نبی اپنے مشن کو پورا کرکے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتا ہے اس پر جو قیامت اس کے سچے پیروکاروں پر گزرتی ہے اس کا اگر اندازہ کرنا ہو تو آج سے پندرہ سو سال قبل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وصال پر صحابہ کی حالتِ زار کا ایک نظارہ ہی کافی ہے۔ اور کہنے والوں نے سچ کہا ہے کہ:

”مدینہ نبی کریم ﷺ کے مبارک وجود سے ماہتاب کی طرح روشن ہوگیا اور آج حضورِ اکرم ﷺ کی وفات پر اس سے زیادہ تاریک مقام بھی ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ اور شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ نے اپنے مشہور اشعار ؎

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِىْ ، فَعَمِىَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ، فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

میں جس کرب کا ذکر کیا ہے یہ حالت صرف انہی کے دل کی نہ تھی بلکہ سارے صحابہؓ ہی غم کے مارے دیوانہ ہو رہے تھے۔

ایک طرف وفات رسولؐ کا جان لیوا غم تھا تو دوسری طرف یہ غم ان کی جانوں کو ہلکان کئے جا رہا تھا کہ ہمارے محبوب کی مقدس امانت کا اب کون محافظ ہوگا۔ نخلِ اسلام کا کیا بنے گا؟۔

مومنوں کی اس حالتِ زار میں صادق الوعد خدا نے ﴿لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ کی تجلی دکھلا کر خلافت کے ذریعہ ان کے شکستہ دلوں کو تھام لیا۔ صحابہ کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے۔ جسم کو ایک سر مل گیا تھا۔ کارواں کو ایک سالار جس کے سر پر خدائی نصرت کا تاج جگمگا رہا تھا۔ یہ ظہور تھا قدرت ثانیہ کا۔ یہ انجام تھا خلافتِ راشدہ کا۔ اسی کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ یوں فرمایا ہے:۔

”جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔﴾ یعنی خوف کے بعد ہم ان کے پیر جما دیں گے“۔ (الوصیت)

خلیفہ خدا بناتا ہے

سورۃ نور کی آیت استخلاف جس کی تلاوت میں نے ابتداء میں کی ہے اس میں خدا تعالیٰ یہ پختہ عہد کرتا ہے کہ وہ ایسے مومنوں میں جو اعمال صالحہ کے زیور سے آراستہ ہوں گے ضرور خلافت کا نظام قائم کرے گا۔

اور محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس خدائی خلعت کے اپنی امت کو دو دفعہ عطا کئے جانے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

”تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہونگے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر صفحہ ۴۶۱)

قرآن کریم اور ارشادِ رسول ﷺ سے یہ مسئلہ ہر مومن پر واضح ہو جاتا ہے کہ خلافت کا وعدہ خدا کا ہے اور وہی اس وعدے کا ایفا کرتا ہے۔ مگر آغاز ہی سے منافقین مسلسل اس سعی لاحاصل میں غرق نظر آتے ہیں کہ کسی طرح رداء خلافت بھی مل جائے اور ان کی اس کوشش پر رسول کریمؐ کا حضرت عثمانؓ سے حفاظت خلافت کا درج ذیل عہد لینا منہ بولتا ثبوت ہے۔

”اے عثمان! یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں خلافت کی قمیص عطا کرے گا۔ منافق اسے تم سے چھیننا چاہیں گے لیکن اسے منافقوں کے حوالے نہ کرنا۔ یہاں تک کہ مجھ سے آملو“۔

(طبری، ترمذی، کنزالعمال، الخصائص الکبریٰ)

پھر حضرت مسیح موعودؑ خلافت کے دائمی اور خدائی فعل ہونے کے متعلق فرماتے ہیں:

”سواے عزیزو! قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلا وے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی“۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵)

اور اسی حقیقت کا مظہر رسول کریمؐ کا یہ فرمان ہے:۔

”مَا مِنْ نُبُوَّةٍ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ“۔

(کنزالعمال جلد۶ صفحہ ۱۱۹)

یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کے بعد خلافت کا قیام لازمی ہوتا ہے۔

رسول خدا ﷺ نے واضح طور پر اپنے اس ارشاد میں دو باتوں کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ فرما دیا۔

☆......اول: خلافت صرف اور صرف خدا تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ یعنی خلیفہ کا انتخاب جب تک خدا کا ہاتھ اس پر نہ ہو کسی صورت میں نہیں ہوسکتا۔ انتخاب خلافت کا طریقہ جو خدا کی رضا کے خلاف ہو کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔

☆......دوم: جو بھی مومنوں کے گروہ میں ہونے کا دعویٰ کرکے پھر خلیفۂ وقت پر اعتراض کی انگلی اٹھائے۔ یہ اس کے منافق ہونے کی کافی شہادت ہے۔ اور رسول خدا کا یہ فرمان اس بات پر کافی دلیل ہے کہ خلافت کے خلاف پراپیگنڈہ ہمیشہ منافقین کا خاصہ ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے خلافت کے خدائی ہونے پر بیشمار دفعہ بعض سیاسی سوچ رکھنے والوں کو سمجھایا۔ اس وقت صرف ایک ارشاد پیش کرتا ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”مَیں نے تمہیں بار بار کہا اور قرآنِ مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے.........پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو مَیں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر اباء اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا...........۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کو خلیفہ بنایا۔ رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں مگر کیا تم نہیں دیکھتے کہ کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔

مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے..........اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے“۔ (بدر ۱۱/جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۴۔۵)

”مَیں جب مرجاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا“۔

(بدر ۱۱/جولائی ۱۹۱۲ء)

ادھر خدا تعالیٰ نے خلافت علی منہاج نبوت کی داغ بیل ڈالی۔ ادھر ترکی میں قائم نام کی خلافتِ عثمانیہ بھی خدائی تقدیر سے جاتی رہی۔ اس نامی خلافت کی بحالی کے لئے بیشمار تحریکات اٹھیں مگر حباب آب کی طرح غائب ہوگئیں۔

کبھی مولانا ابوالکلام آزاد کو امام المسلمین بنانے کی کوشش ہوئی تو کبھی شاہ فیصل اسی ناکام حسرت کو لئے اس دارفانی سے جدا ہوئے۔ کبھی ذوالفقار علی بھٹو نے تو کبھی ضیاء الحق نے امیر المومنین بننے کا منصوبہ بنایا اور حال ہی میں ملا عمر کو امیر المومنین بنانے کا کھیل کھیلا گیا۔ لیکن خدا کی تقدیر نے ان سب کو نہ صرف ناکام و نامراد کیا بلکہ یہ سب اپنے بعد ایک داستانِ عبرت چھوڑ گئے۔

خدا تعالیٰ نے جب سے جماعت احمدیہ میں دائمی خلافت کی بنیاد رکھی ہے اس وقت سے مخالفینِ خلافت اسے ختم کرنے کے منصوبے تیار کر رہے ہیں اور ہر بار خدا تعالیٰ کی تقدیر نے ان کے منصوبوں کو خاک میں ملا کر اس بات کی گواہی دی کہ یہ خلافت خدائی ہے جو کسی بھی انسانی منصوبے سے مٹ نہ پائے گی۔ ؎

خلافت کیا ہے خود نورِ خدا کا جلوہ گر ہونا
بشر کا بزمِ موجودات میں خیر البشر ہونا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عالمِ اسلام کو چیلنج دے کر فرمایا:

”سارا عالم اسلام مل کر زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے۔ وہ نہیں بنا سکتے کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحبِ تقویٰ سمجھتا ہے“۔

(خطبہ جمعہ ۲/اپریل ۱۹۹۳ء)

تمکنت دین

یہ خلافت کی برکات میں سے سب سے عظیم الشان نعمت ہے جس کا ذکر آیت استخلاف میں خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے فرمایا اور وہ ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ﴾ کا حتمی اعلان ہے کہ نظام خلافت کے ذریعہ دین اسلام کو تمکنت اور مضبوطی عطا کی جائے گی۔ اور ساری دنیا میں غلبۂ اسلام کی آسمانی تقدیر خلافت کے ذریعہ پوری شان و شوکت اور جلال کے ساتھ جلوہ گر ہوگی۔ اس تحدّی اور واشگاف اعلان میں یہ وعید بھی شامل ہے کہ خلافت کے بابرکت نظام سے الگ ہو کر کسی برکت، کسی ترقی اور کسی کامیابی کا تصور بھی ممکن نہیں۔ جو خلافت کے بابرکت حصار کے اندر ہوں گے۔ کامیابی و کامرانی ان کے قدم چومے گی اور جو اس نعمت سے منہ موڑیں گے وہ ہمیشہ ناکامی و نامرادی کے خلاؤں میں بھٹکتے رہیں گے۔

اسلام کے دورِ اوّل میں خلافتِ راشدہ کا دور اگرچہ صرف تیس سال پر محیط تھا لیکن اس بابرکت دور میں اسلام کی شان و شوکت نہ صرف عرب بلکہ دنیا کے طول و عرض میں قائم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے

جو وعدہ فرمایا تھا کہ ﴿اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ اس وعدہ کے مطابق مسلمانوں کو ہر میدان اور ہر جہت میں کامیابی اور غلبہ نصیب ہوا۔

کہاں یہ حالت کہ وصالِ نبویؐ کے بعد فتنۂ ارتداد نے نوبت یہاں تک پہنچا دی تھی کہ مدینہ کے علاوہ صرف ایک یا دو جگہ پر نماز جماعت ادا کی جاتی تھی۔ ارتداد کا فتنہ اٹھا۔ منکرین زکوٰۃ نے علَمِ بغاوت بلند کر دیا۔ منافقین نے امت کی شیرازہ بندی کو ختم کرنے کی سر توڑ کوششیں کیں۔ جھوٹے مدعیان نبوت نے قصرِ اسلام میں نقب زنی کی کوشش کی۔ یوں نظر آتا تھا کہ یہ منہ زور فتنے عظمتِ اسلام کو پامال کر کے رکھ دیں گے۔

لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر پر جب تاج خلافت سجایا تو ان کو وہ عزم، حوصلہ اور قوتِ فیصلہ عطا فرمائی کہ دیکھتے ہی دیکھتے سب فتنے زیرِ نگین ہو گئے اور خرمنِ اسلام ان بگولوں کی زد سے پوری طرح محفوظ رہا۔

خلافت راشدہ کی برکت سے تیس سال کے اندر اندر وہ اسلام جس کے آثار مدینہ و مکّہ سے مٹتے نظر آتے تھے مشرق میں افغانستان اور چین کی سرحدوں تک اور مغرب میں طرابلس اور شمالی افریقہ کے کناروں تک، شمال میں بحرِ قلزم تک اور جنوب میں حبشہ تک اسلامی پرچم لہرانے لگا۔

لیکن جب مسلمان اپنی بدعملیوں کی پاداش میں اس خدائی انعام سے محروم کر دیئے گئے تو ساتھ ہی ان کامیابیوں اور کامرانیوں کا سورج بھی ڈھل گیا۔

اس زمانہ میں بھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ جب اسلام کے ایک فتح نصیب جرنیل کے طور پر اسلام کے قلعہ کو دلائل کی رو سے ابد تک ناقابلِ تسخیر بنا کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اپنے محبوب خدا کے حضور حاضر ہو گئے تو ہر احمدی مارے غم کے دیوانہ ہو رہا تھا۔ سبھی اپنے آپ کو لاوارث اور یتیم کی طرح محسوس کر رہے تھے۔

خود حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ کی زبان سے بار بار بے ساختہ یہ الفاظ نکلتے تھے کہ:

''حضرت کی وفات کے بعد ساری جماعت جسم بلا روح محسوس ہوتی ہے''۔ (حیات نور صفحہ ۳۲۷)

اس کسمپرسی کی حالت میں مخالفین احمدیت نے یہ یقین کر لیا تھا کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود احباب جماعت کو کوئی راہ دکھائی نہ دیتی تھی کہ قادر و حکیم خدا نے قدرتِ ثانیہ کی بنا ڈال کر حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ کو خلافت کا تاج عطا فرما کر بے سہارا مومنوں کو پھر وحدت کی لڑی میں پرو دیا۔

آپؓ کے عہد مبارک میں باوجود انتہائی نامساعد حالات اور مخالفتوں کے نظامِ خلافت مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا اور مخالفین کے حصہ میں سوائے ناکام حسرتوں کے کچھ نہ آیا۔

پھر ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو جب آپ امامت کا حق ادا کر کے مالکِ حقیقی کے حضور حاضر ہوئے تو مخالف قوتوں نے ایک بار پھر سر اٹھایا۔ ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے جال پھیلائے گئے اور احباب جماعت کو خلافت سے منحرف کرنے کی بھرپور کوششیں کی گئیں۔ اور قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے انتخاب پر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے جو اپنے آپ کو جماعت کا کرتا دھرتا سمجھتے تھے اور تعلیم یافتہ ممبران کہلاتے تھے لیکن روحانیت کی اصل بنیاد کو فراموش کر چکے تھے کہ۔

عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو

ان لوگوں نے خلافت سے بغاوت کا اعلان کر دیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ ان لوگوں کے خلافت سے الگ ہو کر قادیان سے چلے جانے سے قادیان کے دینی مراکز بند ہو جائیں گے اور خلافت کی عمارت دھڑام سے زمین بوس ہو جائے گی۔ اور ایک صاحب نے تو یہ پیشگوئی کر دی کہ:

''ہم جانتے ہیں اور تم دیکھ لوگے کہ اس جگہ دس سال کے اندر احمدیت نابود ہو کر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا''۔ (بحوالہ الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۰ء)

مگر جو فیصلہ خدائی تقدیر نے رقم کیا وہ کچھ یوں ہے کہ وہ خلافت جس کی عمارت کے زمین بوس ہونے کی اور قادیان دارالامان پر قبضہ عیسائیت کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں، ہاں اسی خلافت راشدہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے سایہ تلے ۹۴ سال کے اندر اندر جو تمکنت دین کا کام اکنافِ عالم میں کرنے کی توفیق عطا کی اس کا مختصر ذکر یہ ہے:

☆...... آج تک خداتعالیٰ کے فضل سے ۱۷۵ ممالک میں احمدیت کے مراکز قائم ہو چکے ہیں اور اب تو ندائے آسمانی ''جَاءَ الْمَسِيْحُ ، جَاءَ الْمَسِيْحُ'' سے فضاءِ دنیا ہر آن معطر ہو رہی ہے۔ صرف ہجرت کے بعد ۸۴ ممالک کا اضافہ ہوا ہے۔

☆...... ۵۶ زبانوں میں مکمل تراجم قرآن، ۱۱۸ زبانوں میں منتخب آیات اور ۱۱۵ زبانوں میں منتخب احادیث رسولؐ کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

☆...... ہجرت کے بعد ۱۲۱، ۱۲ مساجد کا اضافہ۔

☆...... ۸۴ ممالک میں ۸۲۰ مشن ہاؤسز کا قیام۔

(۵)...... ۱۹۸۴ء میں مرکزی مبلغین کی تعداد ۳۶۶ تھی اور ۶۷ ممالک میں ۱۶۳۲ مبلغین کام کر رہے ہیں۔

☆...... صرف گزشتہ دس سالوں میں احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد ۱۶ کروڑ ۴۸ لاکھ ۷۵ ہزار ۶۰۵ ہے۔

☆...... ہزاروں افراد کا اپنے بچوں کو اشاعتِ اسلام کے لئے وقفِ نو میں شامل کرنا۔

☆...... اشاعت اسلام کے لئے مختلف ممالک اور زبانوں میں اربوں کی تعداد میں لٹریچر کی اشاعت۔

☆...... ایم ٹی اے کے ذریعہ آسمانی مائدہ کا ہر ملک و قوم کے گھروں میں پہنچنا۔ ایک لاثانی کارنامہ ہے جو تمکنتِ دین کا ایک بے مثل ذریعہ ہے۔

☆...... گیارہ افریقن ممالک میں ۳۱ ہسپتالوں کے ذریعہ خدمت انسانیت کا کام۔

☆...... آٹھ افریقن ممالک میں ۴۷۳ سکولوں کے ذریعہ علم کی روشنی کا عام کرنا۔

خلافت کی نعمت سے الگ ہونے والوں نے یہی کہنا ہے۔

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

ان نشانوں کو ذرا سوچو کہ کس کے کام ہیں
کیا ضرورت ہے کہ دکھلاؤ غضب دیوانہ وار
مفت میں ملزم خدا کے مت بنو اے منکرو
یہ خدا کا ہے، نہ ہے یہ مفتری کا کاروبار
یہ فتوحات نمایاں یہ تواتر سے نشاں
کیا یہ ممکن ہیں بشر سے، کیا یہ مکّاروں کا کار

اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کا قیام

اسلامی معاشرہ کی دو بنیادی خصوصیات یعنی عبادت اور انفاق فی سبیل للہ بھی خلافت ہی کے مرہونِ منّت ہیں۔ صرف خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہی صحیح رنگ میں تزکیہ نفوس و اموال کا ذمہ دار ہے۔ قیام عبادت کا خاص تعلق خلافت سے یہ ہے کہ عبادت کا بہترین حصہ اجتماعی عبادات ہیں جن میں قومی ضرورتوں کے متعلق خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ خلیفہ جسدِ ملّی میں دل کی حیثیت رکھتا ہے جسے تمام دنیا سے رپورٹیں ملتی ہیں اور وہ ان کی روشنی میں نئی قربانیوں کے مطالبات کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

''اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعتِ رسول بھی ہوگی کیونکہ اطاعتِ رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو۔ یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعتِ رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں۔ اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اور اپنے وطن قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی، تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی اور تمہارے دل سے اطاعت رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا''۔

قبولیتِ دعا

دعا انسان کی روحانی زندگی میں روح کی حیثیت رکھتی ہے اور قبولیت دعا کسی کے باخدا ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا کی تاثیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر مردے زندہ ہوسکتے ہیں تو دعاؤں سے، اگر اسیر رہائی پاسکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر گندے پاک ہوسکتے ہیں تو دعاؤں سے''۔ (لیکچر سیالکوٹ)

قبولیت دعا کے لئے خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ اور رسول کے بعد سب سے قوی وسیلہ خلافت راشدہ ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو احمدی مندوبین کی ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے''۔

(منصب خلافت صفہ ۳۲ مطبوعہ ۱۹۱۴ء)

اس ضمن میں ۱۹۳۹ء کے جلسہ خلافت سلور جوبلی کے موقع پر یہ دلچسپ واقعہ بھی سنایا کہ:

''میں ایک دفعہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی دوست نے ایک غیر مبایع کے متعلق بتایا کہ عقائد تو ہمارے ہی درست ہیں مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں''۔

(خلافت راشدہ صفحہ ۱۹۳۔ تقریر حضرت مصلح موعودؓ ۲۹،۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ۔ دسمبر ۱۹۶۱ء)

مجھ پہ اے واعظ نظر کی یار نے تجھ پر نہ کی
حیف اس ایماں پہ جس سے کفر بہتر لاکھ بار

یکجہتی و اتحاد

نبی کی وفات کے بعد مومنوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ صرف اور صرف خلافت ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ''قَدِ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ خَلِيْفَةً لِيَجْمَعَ بِهٖ اُلْفَتَكُمْ وَيُقِيْمَ بِهٖ كَلِمَتَكُمْ''۔ (دائرۃ المعارف)

کہ اللہ نے تم پر اس لئے خلیفہ مقرر کیا ہے تاکہ وہ تمہاری آپس میں محبت والفت اور شیرازہ بندی کو قائم رکھے۔

تاریخ اسلام اس پر گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں نے حبل اللہ یعنی خلافت کو مضبوطی سے تھامے رکھا وہ ترقی کی منازل طے کرتے رہے اور جب اس کو چھوڑ دیا تو پے در پے ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت پر جب منافقین نے نکتہ چینیاں شروع کیں تو فرمایا:

''اگر تم مجھے قتل کروگے تو بخدا میرے بعد تم میں اتحاد قائم نہیں ہوگا اور کبھی متحد ہو کر نمازیں نہیں پڑھ سکوگے اور نہ میرے بعد تم کبھی متحدہ ہو کر دشمن سے جنگ کر سکو گے''۔ (تاریخ طبری)

تاریخ نے خلیفہ راشد کی تنبیہ کو سچ کر دکھایا۔ مسلمانوں کی ردائے الفت ومحبت تار تار ہوگئی، نعمت اتفاق واتحاد چھن گئی اور آج تک خلافت سے محروم مسلمانوں کی صفیں مساجد سے لے کر میدانِ جنگ تک جدا ہیں۔

خلافت کی اسی برکت کا اظہار حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے یوں فرمایا:

''یہی تمہارے لئے برکت کی راہ ہے تم اس حبل اللہ کو اب مضبوط پکڑ لو۔ یہ بھی خدا ہی کی رسّی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو''۔

(بدر، یکم فروری ۱۹۱۲ء)

امت مسلمہ اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ اہل اسلام کی وحدت صرف اور صرف خلافت سے وابستہ ہے۔ چنانچہ پاکستان کے ایک فاضل ادیب چوہدری رحمت علی نے حال ہی میں مسلمانانِ عالم کی زبوں حالی کا دردانگیز نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا:

''نظام خلافت کو تباہ کرنے پر تو پوری قوم مجرم ہے۔ مسلمان عالم آج دنیا میں ذلت و رسوائی سے دوچار ہیں تو اسی لئے کہ انہوں نے دینِ حق سے روگردانی کر رکھی ہے۔ حیف در حیف کس قدر نادان اور اپنے دشمن خود بنے ہوئے ہیں۔ حل اس کا ایک ہی

ہے کہ نظام خلافت کو بحال کر کے پوری امت ایک جھنڈے تلے جمع ہو جائے......او آئی سی کے ادارے کو خلافت کا درجہ دے کر کسی ایک شخص کے ہاتھ میں پوری امت کی باگ ڈور تھما دی جائے جو موزوں تو ہو۔ تمام مسلم ممالک کو صوبوں کی حیثیت دے کر اسلام کی ایک ایسی مملکت واحدہ ہو۔ یہی حل ہے ہماری تمام مشکلات و مسائل کا''۔

(روزنامہ 'دن' لاہور ۔۲۱/مئی ۲۰۰۲ء صفحہ ۵)

خدا کے قائم کردہ اس آسمانی نظام سے برگشتہ لوگ اپنی ذلت و رسوائی اور مجرم ہونے کا اعتراف بھی کر رہے ہیں۔

جو چال چلے ٹیڑھی ، جو بات کہی الٹی
بیماری اگر آئی تم اس کو شفا سمجھے
کیوں قعرِ مذلت میں گرتے نہ چلے جاتے
تم بُوم کے سائے کو جب ظلِ ہما سمجھے

لیکن ان بدنصیبوں کو کون بتائے کہ خلفاء کا تقرر خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور ان لوگوں کے لئے رکھا ہے جو ﴿اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ کے مصداق ہیں۔

پس اے احمدی مسلمانو! یہ تمہاری خوش بختی ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں خلافت کے بابرکت نظام سے نواز کر تمہارے ایمان و عمل کے سچا ہونے کی تصدیق کر دی۔ آج دنیا کے پردہ پر صرف یہی ایک جماعت ہے جو اَلَا وَھِیَ الْجَمَاعَۃ کی حقیقی مصداق اور ایک واجب الاطاعت امام کے زیر سایہ بنیانِ مرصوص کا منظر پیش کرتی ہے۔ یہی ایک جماعت ہے جو ایک روحانی سربراہ کی آواز پر اُٹھنا اور اس کے اشارہ پر بیٹھنا جانتی ہے۔

خوف کا امن میں بدلنا

خلافت کی ایک علامت خوف کا امن میں بدلنا بھی ہے۔ جماعت احمدیہ اپنے وجود میں بارہا یہ نظارے دیکھ چکی ہے کہ کس طرح خلفاء وقت کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے خوف کے حالات کو امن سے بدلا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے وصال پر قدرتِ ثانیہ کے ذریعہ خوف کے حالات کو امن میں بدلا گیا۔ غیر مبایعین کے فتنہ کے وقت خوف کو امن میں بدلا گیا۔ ۱۹۳۴ء، ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں پیدا ہونے والے خوفناک حالات و واقعات کو امن میں بدلا۔

اجتماعی خطرات کے ساتھ ساتھ، ہر احمدی گھرانہ اس بات کا گواہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے انفرادی خوفوں کو خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے امن میں بدلا۔ وقت کی مناسبت سے صرف چند ایک واقعات کا ذکر کروں گا۔

☆ ۱۹۳۴ء میں احرار اور حکومت پنجاب کے گورنر مسٹر ایمرسن کی ملی بھگت سے جماعت کو مٹانے کی خوفناک تحریک چلائی گئی اور احرار نے یہاں تک اعلان کر دیا کہ وہ ایک سال کے اندر اندر جماعت کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دیں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''احرار نے ۱۹۳۴ء میں شورش کی اور اس قدر مخالفت کی کہ تمام ہندوستان کو ہماری جماعت کے خلاف بھڑکا دیا۔ اس وقت مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر میں نے ایک خطبہ میں اعلان کیا کہ تم احرار کے فتنہ سے مت گھبراؤ......میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے ہیں اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے''۔

(الفضل ۳۰/مئی ۱۹۳۵ء صفحہ ۵)

تاریخ گواہ ہے کہ تحریک احرار ملیامیٹ کر دی گئی اور خدائے قادر نے ایک سال کے اندر اندر جماعت کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا۔

تاریخ اسلام سے واقف سبھی جانتے ہیں کہ کسریٰ شاہِ فارس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو گرفتار کرنے مدینہ میں اپنے آدمی بھیجے تو رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ کل پھر مجھے ملنا۔ اگلی صبح آپؐ نے فرمایا: ''آج رات میرے خدا نے تمہارے خدا کو قتل کروا دیا ہے''۔

اسی سے ملتے جلتے کئی واقعات خدائے قادر نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں دکھائے جس پر کسی نے کیا سچ کہا ہے

گُل مراد کھلا ہے ہزار سال کے بعد
چمن کا ورنہ روایات پر گزارا تھا

۱۹۵۳ء میں حکومت پنجاب نے ملاؤں سے مل کر جماعت کو ختم کرنے کی ایک باقاعدہ مہم شروع کی۔ اور حضرت مصلح موعودؓ کے خلاف حکم زبان بندی جاری کر دیا۔ اس ایمان افروز واقعہ کو حضور کے الفاظ میں سنئے۔ آپ فرماتے ہیں:

''۱۹۵۳ء میں جب فسادات ہوئے تو سیفٹی ایکٹ کے تحت گورنر پنجاب نے مجھے نوٹس بھجوایا کہ آپ کی طرف سے یا آپ کے اخبار کی طرف سے احرار کے خلاف کوئی بات شائع نہیں ہونی چاہئے۔ ورنہ فساد بڑھ جائے گا۔ یہ نوٹس ضلع جھنگ کا ڈی ایس پی میرے پاس لے کر آیا۔ میں نے یہ نوٹس تو لے لیا مگر ڈی ایس پی سے کہا آپ اس وقت اکیلے مجھ سے ملنے آئے ہیں اور کوئی خطرہ محسوس کئے بغیر میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کو یقین ہے کہ گورنمنٹ آپ کی پشت پر ہے۔ پھر اگر آپ کو یقین ہے کہ گورنمنٹ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے حکومت آپ کی مدد کرے گی۔ تو کیا میں جو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں مجھے یقین نہیں ہونا چاہئے کہ خدا میری مدد کرے گا۔ بیشک میری گردن آپ کے گورنر کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کرنا تھا وہ کر لیا اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا۔ چنانچہ چند دنوں کے اندر اندر مرکزی حکومت کے حکم سے مسٹر چندریگر کو جو اس وقت گورنر پنجاب تھے رخصت کر دیا''۔ (الفضل ۵/ستمبر ۱۹۵۸ء صفحہ ۲)

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

گورنر کے تبدیل ہونے کے ساتھ ہی پنجاب حکومت کی بھی صف لپیٹ دی گئی اور خلافت کی برکت سے جماعت حالت خوف سے حالت امن میں آ گئی۔

پھر ۱۹۷۴ء میں ۱۹۵۳ء سے بھی بڑے پیمانے پر جماعت کو آگ اور خون کے دریا سے گزرنا پڑا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی اسی خدائے قادر کی نصرت کا یقین دلایا جس نے آپ کو مسندِ خلافت پر بٹھایا تھا۔ چنانچہ آپؒ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی فوجیں ہماری مدد کے لئے آ رہی ہیں۔ خدا کی نصرت کا وقت قریب ہے''۔

دنیا گواہ ہے اس امر کی کہ دشمنانِ احمدیت نے جو عظیم طوفان برپا کئے تھے خدا کے فضل نے اپنے خلیفہ برحق کی ایسی رہنمائی فرمائی کہ وہ طوفان یکدم پلٹے اور طوفان برپا کرنے والوں کو صفحۂ ہستی سے نابود کر گئے۔ اور ایک درویش کی صدا آج تک ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے۔

اے صبر و رضا کے متوالو! اٹھو تو سہی دیکھو تو سہی
طوفانوں کے مالک نے آخر رُخ پھیر دیا طوفانوں کا

خلافت رابعہ کا آغاز ہوا تو خلیفۂ وقت کی مقناطیسی شخصیت اور برق رفتاری کو دیکھ کر دشمنانِ احمدیت کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے مخالفانہ کوششوں کو نقطۂ عروج تک پہنچا دیا۔ اور ۱۹۸۴ء میں رسوائے زمانہ سیاہ قانون جاری کر کے احمدیت کی ترقی کا راستہ بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور دنیا بھر کے احمدیوں کے لئے ایک خوف کی فضا پیدا کر دی۔ یہ بے چینی اپنے مال، عزت یا جان کے لٹنے کی ہرگز نہ تھی۔ اگر تھی تو صرف یہ کہ کہیں جان سے عزیز ہستی خلیفۂ وقت کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ سبھی خدا کے حضور دست دعا بلند کئے ہوئے تھے۔ اس خوفناک سازش کا ذکر کرتے ہوئے امیر المومنین ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک رات پہلے میں عہد کر چکا تھا کہ خدا کی قسم میں احمدیت کی خاطر جان دے دوں گا اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے روک نہیں سکے گی اور اس رات خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی اطلاعات دیں کہ جن کے نتیجہ میں اچانک میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ جماعت کے خلاف کتنی خوفناک سازش ہے جسے ہر قیمت پر مجھے ناکام کرنا ہے اور وہ سازش یہ تھی کہ جب خلیفۂ وقت کو قتل کیا جائے اور جماعت اس پر ابھرے تو پھر نظام خلافت پر حملہ کیا جائے۔ ربوہ کو فوج کے ذریعہ ملیامیٹ کیا جائے اور وہاں خلافت کا نیا انتخاب نہ ہونے دیا جائے اور وہ انسٹی ٹیوشن ہی ختم کر دی جائے اس کے بعد دنیا میں کیا باقی رہ جاتا۔

خدا تعالیٰ کے اپنے کام ہوتے ہیں اور جن حالات میں اللہ تعالیٰ نے نکالا ہے یہ اس کے کاموں کا ایک ثبوت ہے۔ یہ میں نہیں کہتا کہ یہ ہو سکتا تھا۔ ناممکن تھا کہ یہ ہو جاتا ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر سے دنیا کا ایمان اٹھ جاتا کہ خدا نے خود ایک نظام قائم کیا ہے، خود اس کے ذریعہ ساری دنیا میں اسلام کے غلبہ کے منصوبے بنا رہا ہے اور پھر اس جماعت کے دل پر ہاتھ ڈالنے کی دشمن کو توفیق عطا فرما دے۔ جس جماعت کو اپنے دین کے احیاء کی خاطر قائم کیا ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ اس ایک تدبیر کو ناکام کر کے دشمن کی ہر تدبیر ناکام کر دی۔ خدا تعالیٰ کا اتنا بڑا احسان ہے کہ جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کتنے خوفناک نتائج سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بچا لیا۔ کتنی بڑی سازش کو کلیۃً ناکام کر دیا''۔

(از خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸/دسمبر ۱۹۸۴ء)

دیکھو پھر تقدیر خدا نے کیسا اُسے ناکام کیا
مکر کی ہر بازی اُلٹا دی دَجَل کو طشت از بام کیا

خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کی چمکار ایک بار پھر دکھلا کر جہاں مومنین کے خوف کو امن میں بدل دیا وہاں خلافت احمدیہ کے علی منہاج نبوت ہونے پر بھی مہر تصدیق ثبت کی اور دشمن کی خوفناک سازش تقدیرِ الٰہی کے ساتھ ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی۔

یہ ضرور ہوا کہ چند پاکبازوں نے داستانِ وفا اپنے خونوں سے رقم کر کے شہادت کے دروازہ سے ابدی زندگی کا جام پیا۔ اور متعدد اسیرانِ راہِ مولا آج بھی کال کوٹھڑیوں کو بقعۂ نور بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن تاریخ اس پر گواہی ہے کہ احمدیت کی ترقی کا سورج ہر روز مخالفین کی کوششوں پر ناکامی کی مہریں لگاتا ہے۔ اور وہ جو احمدیت کو مٹا دینے کا زعم لے کر زبانیں دراز کر رہے تھے خدائے قادر و توانا نے ان کے پرخچے اڑا دئے۔ آج کہاں ہیں وہ آمر جن میں سے ایک نے کہا تھا کہ میں احمدیوں کے ہاتھوں میں کشکول پکڑا کر رہوں گا تو دوسرا احمدیت کو کینسر قرار دے کر مٹانے نکلا تھا۔

آج ہم سب اس بات کے گواہ ہیں کہ ہمارے قادر خدا نے، مردانِ حق، خلفائے احمدیت کی دعاؤں سے نمرودیت کے شجرِ خبیثہ کو کچل کر رکھ دیا۔ کوئی تختہ دار پر داستانِ عبرت رقم کر گیا تو کسی کے جسم کے ذرات خاک کا ڈھیر بن کر صحراؤں میں بکھر گئے۔

کوئی سننے والا ہو تو سنے کہ دشمنانِ احمدیت کا یہ مقدر ہر دور میں رہا ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ خلافت کے شجرۂ طیبہ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک فتح کے بعد دوسری فتح منتظر ہے اور مخالفت کے شجرۂ خبیثہ کے زیر سایہ پناہ لینے والوں کے نصیب میں ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں۔

اُس مردِ حق کی سنو جو خدا کی تائید سے بولتا ہے۔ جس کے سر پر سایۂ خدا ہے، وہ جسے خدا نے اس زمانہ میں کشتیٔ اسلام کا محافظ مقرر کیا ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''......آئندہ بھی مخالفت ضرور ہو گی اس سے کوئی انکار نہیں ہے کیونکہ جماعت کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مشکل راستوں سے گزرے اور ترقیات کے بعد نئی ترقیات کی منازل میں داخل ہو۔ یہ مشکلات ہی ہیں جو جماعت کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ اس مخالفت کے بعد جو وسیع پیمانے پر اگلی مخالفت مجھے نظر آ رہی ہے وہ ایک دو حکومتوں کا قبضہ نہیں اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازش کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں بھی لکھ دی جائے گی۔

مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا۔ میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہر حال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہر حال بدل نہیں سکتی۔ (خطاب ۲۹/جولائی ۱۹۸۴ء یورپین اجتماع خدام الاحمدیہ)

جماعت احمدیہ ناروے کے زیر اہتمام
ہنی فوس (Hone Foss) کے علاقہ میں
ایک تبلیغی وتعارفی نشست کا شاندار انعقاد

(چوہدری افتخار حسین اظہر۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ناروے)

ہنی فوس (Hone Foss) کا شہر اوسلو (Oslo) سے جنوب مغرب کی سمت ۶۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ''فوس'' نارویجن زبان میں آبشار کو کہتے ہیں۔ اس شہر کے وسط میں قدرتی بہتے ہوئے پانی کو آبشار کی شکل دے دی گئی ہے۔ سیر وسیاحت کا شوق رکھنے والے اس آبشار کو ضرور دیکھتے ہیں۔ ہنی فوس کے گردونواح میں سنگلاخ چٹانیں اور بلند وبالا پہاڑ بھی ہیں۔ شہر کی کچھ سمتوں پر سمندری پانی سست روی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔ دلپذیر جنت نظیر وادیاں بھی اس علاقہ میں پائی جاتی ہیں جو موسم سرما میں برفانی دودھیائی لحاف اوڑھے اونگھتی نظر آتی ہیں ۔ موسم گرما میں یہ دیدہ زیب اور دلفریب منظر پیش کرتی ہیں۔ قدرت کی اس حسین اور دلکش صنعت پر دل کھول کر داد دئے بغیر نہیں رہا جا سکتا ۔ اس شہر میں ہمارے ایک احمدی دوست مرزا محمد اشرف صاحب اپنے خاندان کے ہمراہ رہائش پذیر ہیں۔ آپ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں یہاں آ بسے تھے ۔ مرزا محمد اشرف صاحب ہنی فوس کے علاقہ کے صدر حلقہ بھی ہیں۔ آپ ایک مخلص کارکن، سوشل ورکر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب داعی الی اللہ بھی ہیں۔ تبلیغ کا جب بھی موقع ملے اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ مارچ ۲۰۰۳ء کے مہینے میں مکرم مرزا صاحب نے ریڈکراس کے ایک بڑے ہال میں ایک تبلیغی نشست کا اہتمام بڑے خوبصورت انداز میں کیا۔ یہ نشست ساڑھے چھ بجے شام منعقد ہوئی جس میں ۱۲ معروف نارویجن سعید روحیں جماعت احمدیہ کے نقطہ نظر کو سننے کے لئے کھنچی چلی آئیں۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدہٗ مکرم مرزا صاحب نے تمام معززین کو خوش آمدید کہتے ہوئے مکرم نور احمد بولستاد صاحب سے درخواست کی کہ وہ جماعت کے متعلق معزز مہمانوں کو تعارف کے طور پر کچھ بتائیں ۔ مکرم نور احمد صاحب بولستاد نے بانئ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا اور جماعت کا مختصر تعارف پیش کیا اور فرمایا کہ جماعت کا Motto ہے ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''۔ باری باری تمام مہمانوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اس پروگرام کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ معاشرہ میں ہم آہنگی کے لئے ایسی نشستوں کا انعقاد ضروری ہے۔ ان معزز مہمانوں میں سٹی کونسل کے دو میئرز، سکول کے اساتذہ، ہیڈ ماسٹرز اور پولیس آفیسرز شامل تھے ۔ مکرم ڈاکٹر بلال احمد عطاء صاحب نے حاضرین سے مختصر خطاب فرمایا اور نارویجن مہمانوں پر واضح کیا کہ ہم اپنے بچوں کو بتاتے ہیں کہ ناروے ہمارا وطن ہے، ہمیں نارویجن زبان اچھی طرح سیکھنی چاہئے۔

آخر پر مکرم ڈاکٹر عون بن عقیل صاحب نے جو پیشہ کے لحاظ سے ماہر امراض چشم ہیں فرمایا کہ معاشرہ میں تمام انسانوں کو بلاتفریق حقوق ملنے چاہئیں اور وہ بلاتمیز رنگ ونسل اور مذہب اس کے حقدار ہیں۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام نہایت کامیاب رہا ۔ تمام مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب نے تمام مہمانوں کو قرآن کریم کا تحفہ دستخطوں کے ساتھ اور گلدستے پیش کئے۔ اس پروگرام میں ۱۲ نارویجین مہمان اور ۱۸ ممبران جماعت شامل ہوئے۔ یہ نشست رات ساڑھے آٹھ بجے ختم ہوئی۔

جماعت احمدیہ پرتگال کی مختلف دینی مساعی

(رپورٹ: سید سہیل احمد۔ پرتگال)

جلسہ یوم مصلح موعودؓ

اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ پرتگال کو مورخہ ۲۱ ؍فروری ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ جلسہ یوم مصلح موعود منانے کی توفیق ملی جس کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے۔

جلسہ کا آغاز ۳ بجے دوپہر مکرم سید عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ سپین کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا ۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر پیشگوئی مصلح موعود کے موضوع پر ہوئی جس میں آپ کی بعض ان نصائح کو بھی پیش کیا گیا جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کامیاب تبلیغ کے لئے مختلف مواقع پر ارشاد فرمائی ہیں ۔ جلسے کی دوسری تقریر کا موضوع تھا'' وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا''۔ مقرر نے واقعات کی روشنی میں اس موضوع کو بیان کیا۔ ان دو تقاریر کے بعد سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام ''اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا مجھے'' نہایت خوش الحانی سے پیش کیا گیا ۔ بعد ازاں جلسے کی تیسری تقریر ہوئی جس میں مقرر نے حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور بعض دوسرے بزرگوں کی پیشگوئیوں کو پیش کیا۔

آخر پر صدارتی خطاب میں مکرم سید عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ نے جلسہ میں شامل ہونے والے نومبائعین اور زیر تبلیغ احباب کے لئے جماعت کا تعارف پرچگیز زبان میں پیش کیا اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بعض نصائح کیں۔ تقریب کے اختتام پر سوال و جواب کا بھی اہتمام کیا گیا جس کے بعد نماز مغرب وعشاء جمع کرکے ادا کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثیر تعداد میں احباب جماعت اور مستورات نیز زیر تبلیغ افراد نے اس جلسہ میں شرکت کی اور اس موقعہ پر ایک دوست نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت کا شرف بھی حاصل کیا۔

تربیتی کلاس نومبائعین

پیشگوئی مصلح موعود کے تعلق میں ہی مورخہ ۲۳ ؍فروری بروز اتوار گیارہ بجے ایک تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ سپین نے پرچگیزی زبان میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کی مکمل تفصیل بیان کی جس کے بعد آپ نے نومبایعین کو نظام جماعت سے پوری طرح وابستہ رہنے کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے نظام جماعت سے پوری طرح وفا کرنے کی تلقین کی۔ مکرم عبداللہ ندیم صاحب کی تقریر کے بعد نومبائعین نے مختلف سوالات کئے اور نماز ظہر سے قبل یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

اَلْخِلَافَۃُ الْاِسْلَامِیَّۃُ الْاَحْمَدِیَّہ

خلافت نور ربّ العالمیں ہے
خلافت حرز جانِ مومنیں ہے
خلافت پَرتوِ مہرِ مُبیں ہے
خلافت ماحئ اعدائے دیں ہے
خلافت پاسبانِ مومنیں ہے
خلافت باعثِ تہذیبِ انساں
خلافت زینتِ مُہرِ نبوّت
خلافت محرمِ انوارِ قرآں
خلافت سے جو رکھتا ہے عداوت
خلافت سے سدا وابستہ رہنا
خلافت مخزنِ عرفان وحکمت
خلافت وحدتِ ملّت کی ضامن
خلافت ملّت بیضا کے حق میں
خلافت کا یہ فیضِ عام لیکن

خلافت ظلِّ ختم المرسلیں ہے
خلافت دیں کا اک حسنِ حسیں ہے
خلافت رونقِ گلزارِ دیں ہے
خلافت حامئ شرعِ متیں ہے
خلافت ہی سے شانِ مومنیں ہے
خلافت کشورِ حق کی امیں ہے
خلافت ایک تابندہ نگیں ہے
خلافت کاشفِ اسرارِ دیں ہے
وہ پیروکارِ شیطانِ لعیں ہے
ہمارا عین فرضِ اوّلیں ہے
خلافت درسگاہِ علمِ دیں ہے
خلافت لائقِ صد آفریں ہے
حصارِ امن وایمان ویقیں ہے
بفیض ''رحمۃ للعالمینؐ'' ہے

(محمد صدیق امرتسری۔ مرحوم)

بقیہ: خلافت کا بابرکت نظام از صفحہ ۱۵

اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے''۔(الوصیت صفحہ ۱۰)

اولاد مسیح موعودؑ میں خلفاء کے ظہور کی واضح خبر

''دوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسالِ مرسلین ونبیین وائمہ وخلفاء ہے تا ان کی اقتداء وہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پاجاویں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں''۔(سبز اشتہار)

نظام خلافت کی دائمی ضرورت واہمیت

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے ۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علّت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہوجائے تو ہوجائے کچھ پروا نہیں ....پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس امّت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر اس کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی امّت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس امّت کے لئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقلِ سلیم خدائے رحیم وکریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ۔ ہرگز نہیں ۔ اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ہے ﴿وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ﴾ کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُھَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے، نہ صالح۔ اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو''۔

(شہادت القرآن صفحہ ۵۸۔ روحانی خزائن جلد ششم صفحہ ۳۵۳۔۳۵۴)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

خلافت کا بابرکت نظام

(سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے روح پرور اور مقدس کلمات کی روشنی میں)

(دوست محمد شاہد۔ مورّخ احمدیت)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسلام کے جن بنیادی مسائل کے بارے میں اپنے ذاتی مشاہدات اور قلبی واردات کی بنا پر روشنی ڈالی ہے۔ ان میں سرفہرست مسئلۂ نبوت اور اس کے بعد مسئلۂ خلافت ہے اور جس طرح کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ کے باعث نبی کا نام پانے کے لئے اُمّت میں آپ ہی ایک فرد مخصوص نظر آتے ہیں اسی طرح ان مسائل کی طرف راہنمائی کے اعتبار سے بھی آپ کی شخصیت ایک ممتاز اور منفرد شان میں جلوہ گر ہے۔ اور ایسا ہونا اس لئے بھی ضروری تھا کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان ثُمَّ تَكُوْنُ الْخِلَافَةُ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ (مشکوۃ) یعنی اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہوگا، کے مطابق ''خلافت علیٰ منہاج النبوۃ'' کا سنہری دور آپ کے مبارک زمانہ ہی سے وابستہ کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے نظامِ خلافت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر اس شان سے روشنی ڈالی ہے کہ دن چڑھا دیا ہے۔ یہی نہیں حضورؑ نے عالم اسلام کو یہ عظیم الشان بشارت بھی دی ہے کہ اسلام میں سلسلۂ خلافت دائمی ہے جو قیامت تک رہے گا۔ انشاء اللہ۔

اس حقیقت کے ثبوت میں حضور علیہ السلام کے بعض نہایت اہم فرمودات و ملفوظات بطور نمونہ درج ذیل کئے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو زندگی کے آخری سانس تک نظامِ خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق بخشے اور اپنے فضل و رحم کے ساتھ ہمیشہ ہی اس بابرکت اور آسمانی نظام کے انوار و فیوض اور برکات و تاثیرات سے منوّر و متمتّع ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

خلیفہ کے معنیٰ

''خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں اُنہیں خلیفہ کہتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحۃ ۳۸۳)

خلیفہ اللہ تعالیٰ منتخب فرماتا ہے

''صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا ازسرنو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اوّل حق انہی کے دل میں ڈالا ...... ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے۔ اَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيْحُ الَّذِىْ لَا يُضَاعُ وَقْتُهٗ''۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۲۹۔۲۳۰)

مقام خلافت کی تجلّیات

''...... جب تو اس مقام تک پہنچ گیا تو تو نے اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچا دیا اور فنا کے مرتبہ تک پہنچ گیا۔ پس اُس وقت تیرے سلوک کا درخت اپنے کامل نشوونما تک پہنچ جائے گا۔ اور تیری روح کی گردن تقدّس اور بزرگی کے مرغزار کے نرم سبزہ تک پہنچ جائے گی اُس اونٹنی کی مانند جس کی گردن لمبی ہو اور اس نے اپنی گردن کو ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو۔ اور اس کے بعد حضرتِ احدیت کے جذبات ہیں اور خوشبوئیں ہیں اور تجلّیات ہیں تا وہ بعض ان لوگوں کو کاٹ دے کہ جو بشریت میں سے باقی رہ گئی ہوں۔ اور بعد اس کے زندہ کرنا ہے اور باقی رکھنا اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا کے ساتھ آرام پکڑ چکا ہے جو خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی اور فنا شدہ ہے تا کہ یہ بندہ حیاتِ ثانی کے بعد قبول فیض کے لئے مستعد ہو جائے۔ اور اس کے بعد انسانِ کامل کو حضرت احدیت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے الوہیت کی صفتوں کے ساتھ۔ اور یہ رنگ ظلّی طور پر ہوتا ہے تا مقامِ خلافت متحقق ہو جائے اور پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اُترتا ہے تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لاکر آسمانی نوروں کی طرف لے جائے۔ اور یہ انسان اُن سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اس کو علم اوّلین کا اور معارف گزشتہ اہل بصیرت و حکمائے ملت کے تا اس کے لئے مقام وراثت کا متحقق ہو جائے۔ پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک جو اس کے ربّ کے ارادے میں ہے توقّف کرتا ہے تا کہ مخلوق کو نورِ ہدایت کے ساتھ منور کرے۔ اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن کرچکا یا امر تبلیغ کو بقدر کفایت پورا کر دیا۔ پس اس وقت اس کا نام پورا ہو جاتا ہے اور اس کا ربّ اُس کو بلاتا ہے اور اس کی روح اس کے نفسی نقطہ کی طرف اٹھائی جاتی ہے''۔ (ترجمہ از خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۸ تا ۴۰۔ روحانی خزائن جلد ۱۶)

خلافت میں شجاعت و فراست کی روح پھونکی جاتی ہے

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اَعراب اور کھڑے ہونے والے جھوٹے پیغمبروں کے مرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ مقرر کیا گیا، وہ مصیبتیں پڑیں اور غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا۔ مگر چونکہ خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اوّل آیت ۶ میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر۔ یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تُو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضا و قدر کے رنگ میں، نہ شرعی رنگ میں حضرت ابوبکرؓ کے دل پر بھی نازل ہوا تھا''۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۸۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۲)

انبیاء کے مشن کی تکمیل خلافت سے وابستہ ہوتی ہے

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ﴾ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے اور دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰؑ کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں، فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ تورات میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتّر بتّر ہو گئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہو گیا''۔ (الوصیت صفحہ ۷۔۹)

قدرت ثانیہ (یعنی خلافت) کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا

''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی''۔

(الوصیت صفحہ ۹۔۱۰)

قدرت ثانیہ کے مظہر وجودوں کی نسبت پیشگوئی

''مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

مقامِ خلافت اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ارشادات

(تحریر: مکرم مولوی محمد یار صاحب عارف ۔ (مرحوم)

آخری زمانہ کا موعود جس کے متعلق بانیٔ اسلام سرورکونین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور دیگر نبیوں نے صاف صاف خبریں پہلے سے دی ہوئی تھیں اپنے وقت پر آیا اور فتح نصیب جرنیل کی طرح اپنا فرض کامیابی سے سرانجام دے کر قدیم سنت کے مطابق دنیا سے رخصت ہوا۔ آپؑ کی وفات کے وقت متبعین اور عقیدتمندوں کی بے چینی اور اضطراب تو ایک طبعی امر تھا مگر وہ لوگ بھی جو آپ کی جماعت میں داخل نہیں تھے لیکن اسلام کا درد اپنے دل میں رکھتے تھے وہ بھی گھبرا گئے اور پکار اٹھے کہ وہ عظیم الشان کام جو حضرت مرزا صاحب (علیہ السلام) کرتے تھے اب کون کرے گا؟ وہ خدا جس نے سیدنا آنحضرت ﷺ کے اس فرزند جلیل کو عظیم کام کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا پہلے ہی اس نے خبر دے رکھی تھی کہ ایسے وقتوں میں اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ جماعتوں کو سنبھالتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:

”دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گری ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا“۔ (الوصیت)

پھر اسی تسلسل میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا وہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی ہے (یعنی اپنی وفات کے قریب ہونے کے الہامات۔ ناقل) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے“۔ (الوصیت)

اس آسمانی وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر دوسری قدرت کے پہلے مظہر اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عظیم الشان موعود کے سارے متبعین نے آپؑ کا پہلا خلیفہ تسلیم کیا اور اعلان کیا کہ:۔

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپؑ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان واقرباء حضرت مسیح موعودؑ باجازت حضرت امّ المومنینؓ کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی“۔

(بدر جون ۱۹۰۸ء از خواجہ کمال الدین صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ)

اور ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے جہاں یہ مقدر تھا کہ آنحضرت ﷺ کے دین کے احیاء کے لئے آپ کا ایک کامل بروز ظاہر ہوگا وہاں یہ بھی قرار پا چکا تھا کہ اس کارنامہ کو سرانجام دینے کے لئے آپؐ کو صدیقؓ کا ایک بروز بھی دیا جائے گا جو اسلام کی کشتی کو ساحل تک پہنچانے کے لئے آپ کی زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی نڈر کشتی بان کی طرح تمام مخالف لہروں کا مقابلہ کرتا چلا جائے گا۔ چنانچہ جس طرح صدیق اکبرؓ نے خداداد فراست کے مطابق بعض صحابہ تک کے بعض رجحانات کو غلط قرار دے کر اسلام کی عظمت کے لئے صحیح طریق اختیار کیا۔ اسی طرح صدیق ثانیؓ (سلسلہ احمدیہ میں قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر) کو غلط رجحانات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ انہوں نے نہایت صفائی اور دلیری سے ان کا قلع قمع کیا۔ جب بعض لوگ خلافت کی پوزیشن گرانے میں کوشاں ہوئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

(۱)

کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک ملّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور مَیں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ **بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے**“۔

حضورؓ نے یہ فقرات اس تقریر میں فرمائے جو مسجد مبارک قادیان میں فرمائی تھی۔ تقریر کے بعد آپؓ نے خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو دوبارہ بیعت کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔

(۲)

پھر ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا:

”مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ مَیں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ مَیں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رِداء کو مجھ سے چھین لے“۔ (بدر ۴/جولائی ۱۹۱۲ء)

اس سے صاف عیاں ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے نزدیک خلیفہ برحق کے انتخاب کا خواہ کوئی طریق ہو دراصل خود خدا تعالیٰ اس کو مقرر فرماتا ہے اور جو خلافت اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے اس کو کوئی انسان چھین نہیں سکتا اور نہ خلیفہ کو معزول کر سکتا ہے۔

(۳)

ایک اور موقعہ پر آپؓ نے فرمایا:

”اُس (خدا) نے، نہ تم میں سے کسی نے، مجھے خلافت کا کرتہ پہنایا۔ مَیں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ مَیں تمہارے مال اور تمہاری کسی بات کا بھی روادار نہیں اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش نہیں کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں۔ تمہارا مال جو میرے پاس نذر کے رنگ میں آتا تھا اس سے پہلے اپریل تک مَیں اسے مولوی محمد علی کو دے دیا کرتا تھا مگر کسی نے غلطی میں ڈالا اور اس نے کہا کہ یہ ہمارا روپیہ ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ تب مَیں نے محض خدا کی رضا کے لئے اس روپیہ کا دینا بند کر دیا کہ مَیں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں۔ ایسا کہنے والے نے غلطی کی نہیں بے ادبی کی۔ اسے چاہئے کہ وہ توبہ کرے، اب بھی توبہ کرے، اب بھی توبہ کرے۔ ایسے لوگ اگر توبہ نہ کریں تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا“۔

(بدر یکم فروری ۱۹۱۲ء)

(۴)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے لاہور کی ایک تقریر کے دوران فرمایا:۔

”خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ **مَیں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُسے آپ کھڑا کرے گا**۔...... مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے“۔ (بدر جولائی ۱۹۱۲ء)

خلافت کے مقام اور عظمت کو اس سے بڑھ کر بیان کرنا ممکن نہ تھا لیکن پھر بھی بعض بدقسمت لوگ اس حقیقت کو نہ سمجھ سکے اور خلافت کی برکات سے محروم ہو گئے۔

(۵)

آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے اس خطبہ عیدالفطر کا ایک حصہ درج کرتا ہوں جو حضورؓ نے اس وقت دیا جب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال ممبران انجمن نے ایک امر کے بارے میں حضور رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

”حضرت صاحبؑ کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص (ممبران صدر انجمن احمدیہ۔ ناقل) کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اس کو اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا تعالیٰ کا مخالف ہے۔......اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو ﴿فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ کے مصداق بنو گے............ مَیں ایسے لوگوں کو جماعت سے الگ نہیں کرتا کہ شاید وہ سمجھیں۔ پھر سمجھ جائیں، پھر سمجھ جائیں“۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں:۔

”بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کب معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے“۔

(خطبہ عیدالفطر۔ بدر ۲۱/اکتوبر ۱۹۰۹ء)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے نزدیک خلافت کا نہایت بلند مقام ہے۔ خلیفہ دنیوی انجمنوں کے پریذیڈنٹ کی طرح نہیں۔ وہ ایک روحانی مطاع ہے جس کی اطاعت میں خدا تعالیٰ کی رضا اور جس کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقام خلافت کے سمجھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

نوید

غم نیا ، فکر نیا ، جانِ تب و تاب نیا
شام ڈھلتی ہے یہ دیکھو ذرا مہتاب نیا
میرے مولیٰ نے دیا لمحۂ خونناب کے بعد
دل نیا ، جذب نیا ، صاحبِ مضراب نیا
زیست اس موڑ پہ اِک لمحہ کو ٹھہری ، سسکی
پھر دیا وقت نے اِک گوہرِ نایاب نیا
رُک ذرا دیکھ ٹھہر صبح کا تارا چمکا
اِک نئی روح ، نئی جاں ، دلِ بے تاب نیا
بادہ خواروں کو مبارک ہو کہ میخانے میں
خُم نیا ، جام نیا ، دورِ مئے ناب نیا

(فہمیدہ منیر)

خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت

(سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریرات کی روشنی میں)

(چوہدری محمد صدیق ایم۔ اے۔ ربوہ)

انبیاء علیہم السلام کی بعثت ایسے وقت میں ہوتی ہے جبکہ دنیا میں ظلمت و تاریکی کا دور دورہ ہوتا ہے اور ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی کیفیت ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے طفیل اللہ تعالیٰ ان ظلمتوں اور اندھیروں کو اپنے نور کے ذریعہ زائل کرتا ہے اور ایمان لانے والی اور عمل صالح کرنے والی جماعتیں کھڑی کر دیتا ہے۔ نورِ نبوت کے فیضان کو امت میں لمبے عرصہ تک ممتد کرنے کے لئے ان ایماندار اور عمل صالح کرنے والے لوگوں میں خلافت کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے احیاء اور شریعت اسلامیہ کے قیام کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کی وفات کے بعد جماعت میں اپنی قدرت ثانیہ کا ظہور فرماتے ہوئے سلسلہ خلافت کو قائم فرمایا۔

جماعت احمدیہ میں سب سے پہلی خلافت ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو قائم ہوئی۔ چنانچہ اسی وجہ سے ہر سال ۲۷ رمئی کو یوم خلافت منایا جاتا ہے تا کہ اس موقع پر خلافت کی اہمیت اور خلیفہ کے مقام کی اہمیت جماعت کے افراد پر واضح کی جایا کرے۔ پس ﴿ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ کے ارشاد خداوندی کے تحت ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات ''خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت'' کے بارہ میں پیش کی جاتی ہیں تا کہ احباب جماعت ان ارشادات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتِ خلافت کی قدر کریں اور ﴿وَلَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ﴾ کے مطابق اس نعمت کو اپنے اندر دیر تک جاری رکھنے کا موجب ہوں۔

☆☆......☆......☆☆

خلافت کی اطاعت سے ہی الٰہی نصرت ملتی ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ خلافت کی اطاعت کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''......وہی خدا جو اس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے نظامی اطاعت پر، اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے''۔ (الفضل ۴ رستمبر ۱۹۳۷ء)

☆☆......☆......☆☆

خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والا نبی کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے

حضورؓ فرماتے ہیں:۔

''بے شک مَیں نبی نہیں ہوں لیکن مَیں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے............ میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے''۔ (الفضل ۴ رستمبر ۱۹۳۷ء)

☆☆......☆......☆☆

اطاعتِ رسول خلافت سے ہی ہوتی ہے

فرمایا:

''اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہؓ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اُس پر عمل کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں .... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس جب خلافت ہوگی اطاعتِ رسول بھی ہوگی''۔

(تفسیر کبیر سورۃ نور صفحہ ۳۶۹)

☆☆......☆......☆☆

ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔............ ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا''۔

(الفضل ۱۵ رنومبر ۱۹۴۶ء)

☆☆......☆......☆☆

خلفاء ہی قرب الٰہی کے حصول میں مُمد ہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے''۔ (الفضل ۱۱ رستمبر ۱۹۳۷ء)

☆☆......☆......☆☆

دین کی صحیح تشریح اور وضاحت خلفاء ہی کرتے ہیں

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''خلفاء کے ذریعہ سُنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مُغلق امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے''۔ (الفضل ۴ رستمبر ۱۹۳۷ء)

☆☆......☆......☆☆

اقامۃ صلوٰۃ خلیفہ کے ذریعہ ہی ہوتی ہے

فرمایا:

''اقامتِ صلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہوسکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہوگا اور ایک خلیفہ ہوگا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہوگا تو اسے تمام اکنافِ عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔........... مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہوسکتا ہے''۔ (تفسیر کبیر سورۃ نور صفحہ ۳۶۸)

☆☆......☆......☆☆

تمام برکات خلیفۂ وقت سے تعلق کے نتیجہ میں مل سکتی ہیں

سیدنا المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:

''جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اس وقت تک ان کے کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہوسکتی۔ آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ نہیں دی میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے انہیں نہیں بتاتا۔ پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ **جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنایا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی۔** .... وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ **اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا کر سکتا ہے''۔**

(الفضل ۲۰ رنومبر ۱۹۴۶ء)

☆☆......☆......☆☆

خلیفۂ وقت کی موجودگی میں کسی آزادانہ تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت نہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے، اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے''۔ (خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۴ رستمبر ۱۹۳۷ء)

☆☆......☆......☆☆

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

خلیفۂ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم قابل عمل نہیں ہونی چاہئے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں"۔

(خطبہ جمعہ ۲۴/جنوری ۱۹۳۶ء۔ مندرجہ الفضل ۳۱/جنوری ۱۹۳۶ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"......جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اسے ہی کامیاب بنائیں گے اور جو پالیسی ان کے خلاف ہوگی اسے ناکام کریں گے۔ پس اگر کوئی مبائع اور مومن کوئی اور طریق اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسے ناکام کریں گے.........صرف خلیفہ کی پالیسی کو ہی کامیاب کریں گے"۔

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۴/ستمبر ۱۹۳۷ء)

نیز فرماتے ہیں:

"دین کے ایک معنی سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ علامت بتائی ہے کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں قائم فرمائے گا"۔ (تفسیر کبیر سورۃ نور صفحہ ۳۷۱)

☆☆......☆☆......☆☆

انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو۔ ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو"۔

(الفضل ۴/ستمبر ۱۹۳۷ء)

☆☆......☆☆......☆☆

خلیفہ کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"اطاعت جس طرح نبی کی ضروری ہوتی ہے ویسے ہی خلفاء کی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحی الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے مگر خلیفہ کی اطاعت اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہ وحی الٰہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے بلکہ اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذ وحی الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔ اسی لئے واقف اور اہل علم لوگ کہا کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمت صغریٰ"۔ (الفضل ۱۷/فروری ۱۹۳۵ء)

نیز فرمایا:

"یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ اُن کے فیصلوں میں جُزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی ہوگا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہوگی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہوگی جو ان کی ہوگی۔ بے شک بولنے والے وہ ہوں گے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہوگا"۔ (تفسیر کبیر سورۃ نور صفحہ ۳۷۶-۳۷۷)

☆☆......☆☆......☆☆

اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کو اپنی صفات بخشتا ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے۔..... اس کے کیا معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے۔ اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں"۔

(الفضل ۲۲/نومبر ۱۹۵۰ء)

☆☆......☆☆......☆☆

خلفاء کا ادب واحترام ہی کامیابی کا ذریعہ ہے

فرمایا: "شریعت وہ ہے جو قرآن کریم میں بیان ہے اور آداب وہ ہیں جو خلفاء کی زبان سے نکلیں۔ پس ضروری ہے کہ آپ لوگ ایک طرف تو شریعت کا احترام قائم کریں اور دوسری طرف خلفاء کا ادب و احترام قائم کریں اور یہی چیز ہے جو مومنوں کو کامیاب کرتی ہے"۔ (الفضل ۴/ستمبر ۱۹۳۷ء)

☆☆......☆☆......☆☆

ہمارے صبر کو اک نقطۂ کمال ملا — اور اس کے بعد ہمیں عید کا ہلال ملا
ابھی ہوا ہی تھا فصل بہار کا آغاز — ترے وصال کو موسم بھی کیا کمال ملا
ترے قریب گزارا بس ایک سال مگر — تمام عمر سے بہتر یہ ایک سال ملا
یہ بات سچ ہے کہ تھا زخم بے مثال مگر — خدا کا شکر ہے مرہم بھی بے مثال ملا
پھر آسمان سے اترا جو امن کا موسم — ہر ایک خوف رواں جانبِ زوال ملا
میں پھر کسی کے لئے عمر خضر مانگوں گا — مری دعاؤں کو کھویا ہوا سوال ملا

(آصف محمود باسط)

خلیفہ کی دعا ہی سب سے زیادہ مقبول ہوتی ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔..........میں جو دعا کروں گا وہ ان شاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی"۔ (منصب خلافت صفحہ ۳۲)

☆☆......☆☆......☆☆

خلیفہ ہی دشمن کو زیر کرنے کا ذریعہ ہے

حضور رضی اللہ عنہ جماعت کو خلیفہ کی کامل فرمانبرداری کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو دیکھتے ہوئے مَیں انسانوں پر انحصار نہیں کرسکتا۔ اور تم بھی یہ نصرت اسی طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ایسا کرنے میں صرف خلیفہ کی اطاعت کا ثواب نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا ثواب تمہیں ملے گا۔ اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو گے تو مشکلات کے بادل اڑ جائیں گے، تمہارے دشمن زیر ہو جائیں گے اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت وسطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو"۔

(الفضل ۴/ستمبر ۱۹۳۷ء)

☆☆......☆☆......☆☆

بیعتِ خلافت کے بعد کوئی کام امام کی ہدایت کے بغیر نہیں ہو سکتا

بیعت خلافت کے بعد مبایعین کی ذمہ داریاں بیان فرماتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے.......... ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اُس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہئے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہئے جن کے نتائج ساری جماعت پر آ کر پڑتے ہوں۔ کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہے گی.......... امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے"۔

(الفضل ۵/جون ۱۹۳۷ء)

☆☆......☆☆......☆☆

خلافت کی ناقدری فسق پر منتج ہوتی ہے

نعمت خلافت کی قدر دانی کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

"ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی ناقدری کرو گے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اس لئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے .... فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے"۔

(تفسیر کبیر سورہ نور صفحہ ۳۷۰، ۳۷۴)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات سے خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت عیاں ہے۔ خلیفۂ وقت کی بیعت کے بعد دوسرے تمام لوگوں کی اطاعتیں اور تمام قسم کی وفاداریاں صرف اسی وقت تک جائز سمجھی جا سکتی ہیں جب تک ان کی وجہ سے خلیفۂ وقت کی اطاعت سے انحراف نہ ہو۔ لیکن اگر واجب الاطاعت خلیفہ کے احکام اور ارشادات اور تحریکات کے ساتھ کسی اور چیز کا مقابلہ پڑے تو پھر باقی تمام رشتوں اور تعلقات کا انقطاع اور تمام دوستوں اور محبتوں کا اختتام ہو جانا ضروری ہے۔ صرف اور صرف خلیفۂ وقت کی اطاعت ہی مومنوں کے مدنظر رہنی چاہئے کیونکہ بیعت کے بعد دراصل حقیقی رشتہ خلیفۂ وقت سے قائم ہونا چاہئے اور باقی سب رشتے اسی کی خاطر ہونے چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خلیفۂ وقت کا مقام اور اس کی اہمیت صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق دے اور حقیقی اطاعت اور فرمانبرداری کی روح ہمارے اندر پیدا کرے۔ آمین

حضرت امام مہدیؑ کا مقصدِ بعثت تکمیل اشاعتِ دین ہے
اس کام کے لئے خلافت راشدہ ضروری ہے

(تحریر فرمودہ: حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری)

خلافت راشدہ کا دَور نبوت کا تتمّہ ہوتا ہے اور اس کا قیام انہی اغراض ومقاصد کے لئے ہوتا ہے جو نبوت کے اغراض ومقاصد ہوتے ہیں۔ گویا خلافت نبوت کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہے، اور نبی کی تخم ریزی کی حفاظت وآبیاری کے لئے اللہ تعالیٰ خلفاء کو مقرر فرماتا ہے۔

نبیٔ اکرم ﷺ نے اُمّت کے آخری دَور میں مسیح موعود ومہدی معہود کی بعثت کی بشارت دی ہے۔ بگڑی ہوئی اُمّت کی اصلاح کے لئے مسیحا کا آنا ضروری تھا اور قوموں کی ہدایت و رہنمائی کی غرض سے مہدی کی بعثت ضروری تھی۔ یہ دونوں نام آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والی عظیم شخصیت کے کام کے دو بڑے پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے تکمیل دین کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ آیت کریمہ ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ......﴾ سے ظاہر ہے۔ تکمیل اشاعت دین کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کی بعثت مقرر فرمائی اور یہ بعثت درحقیقت رسول مقبول ﷺ کی ہی بعثت ثانیہ ہے۔ اُمّت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ تکمیل اشاعت دین، مسیح اور مہدی کے زمانہ میں مقدر ہے۔ جملہ مفسرین نے اسے تسلیم کیا ہے۔ حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ نے بھی لکھا ہے کہ:۔

"ازاں جملہ بعض مواعید کا ایفاء ہے کہ حق جلّ وعلانے اپنے رسول کو ان سے موعود فرمایا۔ پس ان میں سے بعض کا ایفاء پیغمبرؐ کے ہاتھ سے ہوا اور بعض کی آپؐ کے نائبوں کے ہاتھ سے تکمیل ہوئی۔ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ﴾ (توبہ وغیرہ)۔ وہ ذات پاک وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے سب ادیان سے ممتاز کردے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ ظہور دین کی ابتداء پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں ہوئی اور اس کی تکمیل حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگی اور ایسا ہی قیصر وکسریٰ اور ان کے خزائن کی ہلاکت و تباہی کہ آنحضرت ﷺ کو اس کا وعدہ دیا گیا تھا مگر ظہور اس کا خلفائے راشدین سے واقع ہوا"۔

(منصب امامت صفحہ ۷۶)

گویا ظہورِ دین کی تکمیل حضرت مہدی علیہ السلام کا کام ہے۔ پھر اسی سلسلہ میں حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ لکھتے ہیں:

"یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافت راشدہ سے افضل انواع میں سے ہوگی یعنی وہ خلافت منتظمہ محفوظہ ہوگی"۔

(منصب امامت صفحہ ۸۴)

گویا امام مہدی علیہ السلام کا کام تکمیل اشاعت دین ہے اور اس کے لئے ویسا ہی سلسلۂ خلافت راشدہ ضروری ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت اولیٰ کے بعد قائم ہوا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ "الوصیت" میں تکمیل اشاعت دین کے پروگرام کو جماعت کے سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے"۔ (الوصیت)

اس عظیم پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کے سامنے اوّل تو نظام وصیت کو پیش فرمایا تا تمام مخلص احمدی مرد اور عورتیں اپنے اموال کا کم وبیش دسواں حصہ اشاعت دین میں خرچ کرتے رہیں اور نیکی و تقویٰ کی زندگی بسر کرکے جنت کے وارث ہوں۔ دوسرے آپ نے افراد جماعت کو یہ عظیم بشارت دی کہ میرے بعد بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح جماعت کو سنبھالنے کے لئے سلسلۂ خلافت کو قائم فرمائے گا جیسا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد خلافت کو قائم کیا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں:

"پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ﴿وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾۔ (الوصیت)

پس ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن تکمیل اشاعت دین ہے اور یہی امر قرآن مجید، احادیث نبویہ اور بزرگان اُمّت کے اقوال سے مبرہن ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی کو اپنا مقصدِ بعثت قرار دیا ہے۔ اس مقصد کے پورا ہونے کے لئے ایک تو جماعت کی مسلسل قربانیوں کی ضرورت ہے۔ دوسرے اس کے لئے نظام خلافت کی ضرورت ہے جس کے ماتحت افراد جماعت کی جانوں اور وطنوں کی قربانیوں کے ذریعہ اکنافِ عالَم تک اسلام کا پیغام پہنچایا جائے، ادیان باطلہ پر اتمام حجّت ہو، اسلام کی آغوش میں آنے والے نومسلموں کی روحانی تربیت کی جائے۔ یہ کام خلافت راشدہ کے نظام کے ذریعہ ہی سرانجام پاسکتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت راشدہ کا قیام از بس لازمی تھا۔ اس کے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہرگز پورا نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شُکر ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کو نعمتِ خلافت سے نوازا اور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کے تاریخی دن میں اجماعی طور پر جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ منتخب ہوئے۔......"۔

(ماخوذ از: ماهنامه الفرقان ربوه، مئی ۱۹۶۷ء)

ہم سب ترے غلام، تو محبوب یار کا
(وہ بادشاہ آیا۔ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

گلشن میں شور ہے بپا تازہ بہار کا
موسم پھر آگیا نئے قول و قرار کا
چھوڑا ہے سیل ہجر نے پسماندگان میں
اک منظرِ وصال بھی ، لیل و نہار کا
آیا ہے بادشاہ سریرِ مسیحؑ پر
بن کر نشان قدرت پروردگار کا
پھوٹی ہیں ماہِ نَو سے دعائیں کرن کرن
سنورا ہے یوں نصیب شبِ تابدار کا
مسرور و مطمئن ہے فضا کُوئے یار کی
دل نغمہ زن ہے اہلِ محبت شعار کا
اک حرف غیب لَوح سے اترا زمین پر
اور نام بن گیا وہ مرے شہر یار کا
عمر دراز دے اسے یا ربّ، ہمیں وفا
یکتائے روزگار ہو رشتہ یہ پیار کا
پہنائی اُس نے تجھ کو خلافت کی یہ عبا
ہم سب ترے غلام ، تو محبوب یار کا
جو حکم ہو ، وہ نذر گزاروں میں سیّدی
اپنا تو کچھ نہیں ہے ترے جاں نثار کا

(جمیل الرحمان۔ ہالینڈ)

FLAT FOR SALE

3 Double Bed Room / Large Sitting Room. / New Designer Kitchen and Bath.

Oakwood Tile Floor. Near Earlsfield Station / SW18. 121 Years Lease.

Excellent opportunity for First time Buyers or Investment.

Price = £ 159,990-00

Contact : 077511 88807 + 07904 333406

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا فیکس نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا فیکس نمبر حسب ذیل ہے:

Fax NO: 020 8870 5234

خلافت راشدہ کے سات امتیازات

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم سے)

[۱۹۵۲ء میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا تھا کہ ''اسلامی خلافت راشدہ کی وہ کون سی علامتیں ہیں جن سے وہ ممتاز ہوتی ہے اور اس میں اور باقی تمام اقسام اقتدار، ملوکیت وغیرہ میں کھلے طور پر فرق کیا جاسکتا ہے؟

حضور رضی اللہ عنہ نے اس وقت اس سوال کا جو جواب رقم فرمایا تھا اسے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔]

☆......☆......☆......

''اسلام میں خلافت راشدہ کے مجموعی امتیازات سات ہیں:

اول۔انتخاب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا﴾ یہاں امانت کا لفظ ہے لیکن ذکر چونکہ حکومت کا ہے اس لئے امانت سے مراد امانت حکومت ہے۔آگے طریق انتخاب مسلمانوں پر چھوڑ دیا۔چونکہ خلافت اُس وقت سیاسی تھی مگر اس کے ساتھ مذہبی بھی اس لئے دین کے قائم ہونے تک اس وقت کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہ کریں کہ وہ دین اور دینداری کو بہتر سمجھتے تھے ورنہ ہر زمانہ کے لئے طریق انتخاب الگ ہوسکتا ہے۔اگر خلافت صحابہؓ کے بعد چلتی تو اس پر بھی غور ہوجاتا کہ صحابہؓ کے بعد انتخاب کس طرح ہوا کرے۔بہرحال خلافت انتخابی ہے اور انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

دوم۔شریعت:۔ خلیفہ پر اوپر سے شریعت کا دباؤ ہے۔وہ مشورہ کو رد کرسکتا ہے مگر شریعت کو رد نہیں کرسکتا۔گویا وہ کانسٹی ٹیوشنل ہیڈ ہے،آزاد نہیں۔

سوم۔شوریٰ:۔ اوپر کے دباؤ کے علاوہ نیچے کا دباؤ بھی اس پر ہے یعنی اسے تمام اہم امور میں مشورہ لینا اور جہاں تک ہوسکے اس کے ماتحت چلنا ضروری ہے۔

چہارم۔اندرونی دباؤ یعنی اخلاق:۔
علاوہ شریعت اور شوریٰ کے اس پر نگران اس کا وجود بھی ہے کیونکہ وہ مذہبی رہنما بھی ہے اور نمازوں کا امام بھی۔اس وجہ سے اس کا دماغی اور شعوری دباؤ اور نگرانی بھی اسے راہ راست پر چلانے والا ہے جو خالص سیاسی منتخب یا غیر منتخب حاکم پر نہیں ہوتا۔

پنجم۔مساوات:۔ خلیفہ اسلامی انسانی حقوق میں مساوی ہے جو دنیا میں اور کسی حاکم کو حاصل نہیں وہ اپنے حقوق عدالت کے ذریعہ سے لے سکتا ہے اور اس سے بھی حقوق عدالت کے ذریعہ سے لئے جاسکتے ہیں۔

ششم۔عصمت صغریٰ:۔ عصمتِ صغریٰ اسے حاصل ہے یعنی اسے مذہبی مشین کا پرزہ قرار دیا گیا ہے اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے اسے بچایا جائے گا جو تباہ کن ہوں اور خاص خطرات میں اس کی پالیسی کی اللہ تعالیٰ تائید کرے گا اور اسے دشمنوں پر فتح دے گا۔گویا وہ مؤید من اللہ ہے اور دوسرا کسی قسم کا حاکم اس میں اس کا شریک نہیں۔

ہفتم:۔ وہ سیاست سے بالا ہوتا ہے اس لئے اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہوسکتا۔وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہے اس کے لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا یا اس کی طرف مائل ہونا جائز نہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ یعنی جب ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ کرے۔کسی ایک طرف خواہ وہ شخصی ہو یا قومی ہو نہ جھکے۔

ایڈیٹر کی ڈاک سے

محترم مولانا نصیر احمد قمر صاحب الفضل انٹرنیشنل لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اچانک وفات پر دل سخت غمگین اور اداس ہے لیکن ساتھ ہی خلافت خامسہ کی شکل میں ''قدرت ثانیہ'' کے ایک بار پھر ظہور سے دل کو بڑی ڈھارس بندھی ہے اور دل سے کئی قسم کے اندیشے اور خوف دور ہوکر اس پر سکینت و اطمینان کی ہوائیں چلتی محسوس ہوتی ہیں۔

یوں تو ہر خلافت خدا تعالیٰ کے دائمی وعدہ کے نتیجہ میں وجود میں آتی ہے اور ضروری نہیں کہ ہر خلافت کے لئے علیحدہ علیحدہ پیشگوئی تلاش کی جائے لیکن اگر کوئی خدائی اشارے سامنے آجائیں تو خلافت کے وعدہ پر ایمان عرفان میں تبدیل ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسلام واحمدیت کی سچائی پر ایک نیا یقین پیدا ہوتا ہے۔

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲/دسمبر ۱۹۹۷ء ایم ٹی اے پر دوبارہ سننے پر بہت حیرت ومسرت ہوئی کہ اس میں حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں واضح اشارے ملتے ہیں جن کی طرف پہلے ہمارا دھیان نہیں گیا تھا۔ان کا تذکرہ اس لئے ضروری ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت جس طرح سے پیشگوئی دلاتی ہے ایسا کوئی اور سچا علم نہیں۔معرفت کو زیادہ کرنے کا صرف یہی ایک طریق ہے''۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۵ صفحہ ۱۳۶)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ایمان عرفان کیسے ہوتا ہے:یہ پیشگوئیاں جو ہیں یہ ایمان کو قوی کرکے عرفان بنادیتی ہیں۔نری باتوں سے ایمان قوی نہیں ہوسکتا جب تک اس میں قوت کی شعاعیں نہ پڑیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے ان نشانات سے پیدا ہوتی ہیں۔پس ان پیشگوئیوں کو خوب کان کھول کر سننا چاہئے۔دوسرے وقت جب یہ پوری ہوتی ہیں تو ایمان کی تقویت کا باعث ہوکر اس کو عرفان بنادیتی ہیں۔اس لئے جو امر پیشگوئی پر مشتمل ہو میں اس کو ضرور سنادیا کرتا ہوں اور میری غرض اس سے یہی ہوتی ہے۔یہ ایک نور بخشتی ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور نازل نہ ہو انسان غلطی میں پڑا رہتا ہے''۔(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۲)

اللہ تعالیٰ کے ہر قول وفعل کے کئی کئی بطن ہوتے ہیں۔ان میں تہ بہ تہ علوم ومعارف پوشیدہ ہوتے ہیں اس لئے پیشگوئیاں کئی کئی رنگ میں پوری ہوتی رہتی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''پیشگوئیوں میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ تمام باتیں ایک ہی وقت میں پوری ہوجائیں بلکہ تدریجاً پوری ہوتی رہتی ہیں اور ممکن ہے کہ بعض باتیں ایسی بھی ہوں کہ مامور کی زندگی میں پوری نہ ہوں اور کسی دوسرے کے ہاتھ سے جو اس کے متبعین میں سے ہو پوری ہوجائیں۔(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۰۲ حاشیہ)

نیز فرمایا:''اصل بات یہی ہے،جس کو میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ پیشگوئیوں کا بہت بڑا حصہ مجازات اور استعارات کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ ظاہری رنگ میں بھی پورا ہوجاتا ہے یہی ہمیشہ سے قانون چلا آتا ہے اس سے ہم تو انکار نہیں کرسکتے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے''۔(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشگوئیوں کا ایک اصل یہ بیان فرماتے ہیں کہ پیشگوئیوں کی حقیقت اپنے وقت پر اس وقت کھلتی ہے جب واقعات کی رُو سے وہ صحیح ثابت ہوجائیں۔چنانچہ فرماتے ہیں:۔

''اور باتوں کو جانے دو۔واقعات بھی تو کچھ چیز ہیں۔متشابہات کی بحث میں نہ پڑو۔مگر یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ پیشگوئیوں کے وہ معنے ہوتے ہیں جو واقعات کی رو سے صحیح ثابت ہوجائیں''۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۵۱)

اسی طرح فرمایا:''بات یہ ہے کہ بہت سی باتیں پیشگوئیوں کے طور پر نبیوں کی معرفت لوگوں کو پہنچتی ہیں اور جب تک وہ اپنے وقت پر ظاہر نہ ہوں ان کی بابت کوئی یقینی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔لیکن جب ان کا ظہور ہوتا ہے اور حقیقت کھلتی ہے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ مفہوم اور منشاء تھا اور جو شخص اس کا مصداق ہوا ہے جس کے حق میں ہوا اس کو اس کا علم دیا جاتا ہے''۔(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۸)

بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کو انسان خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ آگیا اور پھر صبح اس کا کوئی ہم رنگ آجاتا ہے۔بعض دفعہ اگر خواب میں کسی شخص کو دیکھیں تو مراد اس کا بیٹا یا پوتا یا اس کی نسل میں سے کوئی شخص مراد ہوتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''......آپ لوگ ہمارے نبی کریم ﷺ سے زیادہ علم وفراست نہیں رکھتے۔صحیح بخاری کی حدیث دیکھو کہ جب آنحضرت ﷺ کو ایک ابریشم کے ٹکڑے پر حضرت عائشہ صدیقہ کی تصویر دکھائی گئی کہ تیرے نکاح میں آوے گی تو آپ نے ہرگز یہ دعویٰ نہ کیا کہ عائشہ سے درحقیقت عائشہ ہی مراد ہے۔بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر درحقیقت اس عائشہ کی صورت سے عائشہ ہی مراد ہے تو وہ مل ہی رہے گی ورنہ ممکن ہے کہ عائشہ سے مراد کوئی اور عورت ہو۔آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ابوجہل کے لئے مجھے بہشتی خوشئہ انگور دیا گیا مگر اس پیشگوئی کا مصداق عکرمہ نکلا۔جب تک خدا تعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیشگوئی کے آپ پر نہ کھولے تب تک آپ نے اس کی کسی شق خاص کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

پیشگوئیوں کے جو اصول حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں اب ان کی روشنی میں آپ کے ان الہامات وکشوف پر ایک نظر ڈالیں جو حضرت مرزا شریف احمد رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ہیں۔(یہ مضمون تفصیل کا متقاضی ہے کہ کس طرح مندرجہ ذیل پیشگوئیاں جزوی طور پر خود آپ کی ذات میں پوری ہوئیں۔پھر آپ کے صاحبزادے حضرت مرزا منصور احمد مرحوم ومغفور کی ذات میں پوری ہوئیں اور ایک بار پھر بڑی شان سے آپ کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد اطال اللہ عمرہ وایدہ بروح القدس کی ذات میں پوری ہورہی ہیں)۔

(۱) جنوری ۱۹۰۷ء رؤیا:''شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ **وہ بادشاہ آیا**۔دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔فرمایا:قاضی حَکَم کو بھی کہتے ہیں۔قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے''۔(تذکرہ صفحہ ۶۹۱)

(۲) ۲۸ مئی ۱۹۰۷ء:''شریف احمد کی نسبت اس کی بیماری میں الہامات ہوئے۔عَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ۔اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ۔أَ اَنْتَ لَا تَعْرِفِیْنَ الْقَدِیْرَ۔مُرَادُکَ حَاصِلٌ۔اَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔(تذکرہ صفحہ ۷۲۰ تا ۷۲۱)

(۳) ۱۹۰۳ء:''چند سال ہوئے ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ:اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں''۔(تذکرہ صفحہ ۴۸۷)

ان پیشگوئیوں میں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی نسل میں ایک ایسے وجود کے پیدا ہونے کی خبر ملتی ہے جس کے سر پر خلافت کی پگڑی رکھی جائے گی۔وہ روحانی بادشاہ ہوگا اور اس کو روحانی سلطنت عطا کی جائے گی اور اس مقام پر پہنچنے سے پہلے اس کو ایسی خدمت دین کی توفیق دی جائے گی جس سے حق کی تائید ہو اور باطل کا رد ہو۔اور اللہ تعالیٰ اُسے توقع کے خلاف عمر دے گا اور بغیر کسی توقع یا امید کے مومنوں کا امیر بنادے گا۔یہ تقدیر خدا کے کام ہیں جو چاہے وہ کرے۔اور اس کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کی مراد یعنی غلبۂ اسلام حاصل ہوگا۔اللہ اس کا حافظ ہوگا اور اس کی رحمت کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جگہ بیٹھے گا یعنی خلیفۃ المسیح ہوگا۔واللہ اعلم بالصواب۔ہماری خواہش اور عاجزانہ دعا ہے کہ یہ ساری پیشگوئیاں پوری شان کے ساتھ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی ذات میں پوری ہوں۔آمین۔

والسلام،خاکسار

خالد سیف اللہ خان۔(آسٹریلیا)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مصلح موعودؓ کے ایمان افروز واقعات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۳؍اکتوبر ۲۰۰۲ء میں بعض ایمان افروز واقعات (مرتبہ: مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ) شامل اشاعت ہیں۔

حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک تحصیلدار صاحب قادیان آئے اور مجھے بلا کر کہا کہ مرزا صاحب کی جائیداد آپ لوگوں کے نام چڑھائی ہے، آپ کون کون وارث ہیں؟ اس زمانہ میں عورت کا جائیداد میں کوئی حصہ نہ ہوتا تھا۔ مَیں نے جب حضرت والدہ صاحبہ، اپنی بہنوں اور بھائیوں کے نام لکھوائے تو وہ کہنے لگا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ باپ کی جائیداد صرف بیٹوں میں تقسیم ہوگی۔ اس پر مَیں وہاں سے یہ کہہ کر چلا آیا کہ اگر قانون یہ کہتا ہے تو ایسی جائیداد ہم نہیں لیتے۔ تحصیلدار میرے ایسا کہنے سے مرعوب ہوگیا اور اُس نے سب کے نام جائیداد تقسیم کردی۔

قیام پاکستان کے بعد لاہور میں ۱۹؍ستمبر ۱۹۴۷ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ لاہور میں ہی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے وقت آپؑ کے سرہانے کھڑے ہوکر یہ عزم کیا تھا کہ اگر جماعت اس ابتلاء کی وجہ سے فتنہ میں پڑجائے اور ساری جماعت مُرتد بھی ہوجائے تو بھی مَیں اس صداقت کو نہیں چھوڑوں گا جو آپؑ لائے اور اس کی تبلیغ اُس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک صداقت دنیا میں قائم نہیں ہوجاتی۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھ سے اب ایک اَور عہد لینا چاہتا ہے۔ وہ وقت میری جوانی کا تھا اور یہ وقت میرے بڑھاپے کا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے کام کرنے کے لئے جوانی اور بڑھاپے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جس عمر میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کے کام کے لئے کھڑا ہوجائے اور خداتعالیٰ کی طرف سے اس کو برکت مل جائے، اسی عمر میں وہ کامیابی اور کامرانی حاصل کرسکتا ہے۔ بہرحال اسی لاہور میں مَیں اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہوں کہ جماعت کو کوئی بھی دھکا لگے، مَیں اس کے فضل اور اس کے احسان سے کسی ایسے صدمہ یا اپنے دکھ کو اس کام میں حائل نہیں ہونے دوں گا۔ بفضلہٖ تعالیٰ و بتوفیقہٖ و بنصرہٖ جو کام خداتعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس عہد کے پورا کرنے کی توفیق دے۔

......❁......❁......❁......

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ نومبر و دسمبر ۲۰۰۲ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے پاکیزہ اخلاق کا ذکر مکرم مولانا عبدالرحمٰن انور صاحب کے قلم سے (ایک پرانی اشاعت سے منقول) شامل اشاعت ہے۔

ایک بار حضرت مصلح موعودؓ نے پانچ سو روپے کی رقم حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے ذریعہ کسی دوست کو بھجوائی اور فرمایا کہ چونکہ یہ ایک قومی امانت ہے اس لئے اس رقم کو اپنے کوٹ کے اندر کی جیب میں رکھ کر اُوپر سے اسے سی لیں تاکہ جیب سے گرنے کا خطرہ نہ رہے۔ قومی رقوم کی حفاظت کیلئے ایک ذمہ دار عزیز کو اس قدر تاکیدی ہدایت سے حضورؓ کے علوّمقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

دارالصناعت کا آغاز ہوا تو حضورؓ اس کے افتتاح کے لئے خود تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ سے رندہ کے ذریعہ لکڑی کو صاف کیا اور ثابت کیا کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرنا عزت کا موجب ہے۔

قادیان میں حضورؓ کا ایک ذاتی خادم دفتر تحریک جدید میں آیا اور کہا کہ حضورؓ نے ایک شخص سے کوئی چیز منگائی ہے، اگر دفتر کا سائیکل مل جائے تو جلدی لے کر آجاؤں گا۔ چونکہ سائیکل فارغ تھا اسلئے دیدیا گیا۔ چند منٹ کے بعد خادم واپس آگیا اور سائیکل واپس کرگیا۔ جب وہ چیز حضورؓ کی خدمت میں پیش ہوئی تو حضورؓ نے دریافت فرمایا کہ اتنی جلدی کیسے لے آئے؟ اُس نے سائیکل کے بارہ میں عرض کیا تو حضورؓ نے فوراً مجھے یاد فرمایا اور پوچھا کہ سائیکل کیوں دیا گیا؟ مَیں نے عرض کیا کہ وہ حضورؓ کا خادم تھا، حضورؓ کے کام کیلئے ہی جانا تھا اور دفتر کا سائیکل فارغ تھا اسلئے دیدیا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ ذاتی کام کیلئے دفتر کا سائیکل دینا درست نہ تھا۔

حضورؓ کی ہدایت تھی کہ جملہ واقفین زندگی روزانہ اپنی ڈائری لکھ کر سویا کریں اور دفتر تحریک جدید کے لئے ہدایت تھی کہ دفتر بند کرنے سے پہلے روزانہ کی رپورٹ ضرور بھجوائی جایا کرے جس میں یہ بھی ذکر ہو کہ حضورؓ کے جن ارشادات پر آج عمل نہیں ہوسکا اُن پر کل کس طور پر عمل کرنا ہے۔ حضورؓ کا معمول تھا کہ یہ رپورٹ ملتے ہی اسے ملاحظہ فرمالیتے اور اگر کوئی ضروری ہدایت ہوتی تو چند منٹ بعد ہی فون کے ذریعہ دیدیتے۔ اگر پندرہ بیس منٹ تک کوئی کال نہ ہوئی ہوتی تو سمجھا جاتا تھا کہ رپورٹ کے مندرجات پر حضورؓ کو تسلی ہے کیونکہ حضورؓ فرمایا کرتے تھے کہ میری طبیعت ایسی ہے کہ غلطی کی اصلاح کیے بغیر آگے نہیں گزرسکتی۔

ایک بار نہر میں نہاتے ہوئے طے ہوا کہ جملہ احباب تیرنا شروع کریں اور دیکھیں کہ کون زیادہ دیر تک تیرتا رہتا ہے۔ چنانچہ مدرسہ احمدیہ کی آخری کلاسوں کے طلباء اور اساتذہ اور قادیان کے دیگر نوجوان بھی تیرنے والوں میں شامل تھے۔ حضورؓ بھی تیر رہے تھے۔ جب ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ تک پہنچے تو صرف حضورؓ ہی تیر رہے تھے باقی سب تھک چکے تھے۔

واقفین زندگی کے لئے لازمی تھا کہ ہر ہفتہ کسی نہ کسی موضوع پر مضمون لکھیں۔ کچھ ہی عرصہ میں عناوین کی تلاش میں دقت محسوس ہونے لگی۔ جب حضورؓ کی خدمت میں یہ مشکل عرض کی گئی تو آپؓ نے فرمایا کہ اخبار الفضل کے تازہ پرچہ کے پہلے صفحہ میں جتنے عناوین بنائے جاسکتے ہیں، ان پر کام کیا جائے مثلاً پہلی سطر ''خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ'' میں تین عناوین ہیں: خدا، فضل، رحم۔ اس کے بعد عناوین کی تلاش میں کبھی دقت نہ ہوئی۔

حضورؓ کا دستور تھا کہ اپنے خدام کو مخاطب کرتے وقت ''صاحب'' کا لفظ ضرور استعمال فرماتے اور ایک ادارہ کے افسر کو اس طرح پر ہدایت بھی دی کہ اپنے ماتحت کارکنوں کے نام کے ساتھ ''صاحب'' کا اعزازی لفظ ضرور استعمال کیا کریں۔

پنڈت ملاوامل کا شمار حضرت مسیح موعودؑ کے خاص دوستوں میں ہوتا تھا اس لئے حضرت مصلح موعودؓ کو اُن کا بہت خیال تھا۔ اُن کی مالی حالت اچھی نہ تھی اور وہ نقد امداد لینا پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ حضورؓ نے ہدایت فرمائی کہ اُن کی دکان سے جتنی معروف دوائیں مرکبات کی صورت میں ہیں، وہ خرید لی جائیں اور سائیکل سروے کرنے والے واقفین کے ذریعہ مستحقین میں تقسیم کی جائیں۔ اس طرح کئی سو روپے کی دوائیں خریدی گئیں جس سے لالہ صاحب کو بھی منافع حاصل ہوا اور بہت سے غرباء کو مفت میں دوائیں مل گئیں۔

حضورؓ کا ہر فعل (خواہ وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو) مبنی بر حکمت ہوتا تھا۔ چنانچہ چائے بنانے کے لئے فرمایا کہ پیالی میں پہلے چینی ڈالیں تاکہ اگر کمی بیشی کرنا ہو تو ہوجائے، پھر دودھ ڈال کر اس کو حل کریں اور پھر گرم قہوہ ڈالیں تاکہ چائے زیادہ سے زیادہ گرم حاصل ہوسکے۔

......❁......❁......❁......

ریویو آف ریلیجنز کے اثرات

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان صحافت نمبر ۲۰۰۲ء میں انگریزی رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' کے ایک سو سال مکمل ہونے پر ایک تفصیلی مضمون بقلم مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب شامل اشاعت ہے۔

۲۷؍دسمبر ۱۸۹۱ء کو پہلا جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا جس کے لئے ۷؍دسمبر کو دیئے جانے والے اشتہار میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ''جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہورہے ہیں......''۔

۲۸؍دسمبر ۱۸۹۲ء کو دوسرے جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضرین کے مشورہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک انگریزی رسالہ شائع کرکے یورپ اور امریکہ میں بھجوائے جانے کا فیصلہ فرمایا۔ ۱۵؍جنوری ۱۹۰۱ء کو حضورؑ نے ایک اشتہار کے ذریعہ جماعت کو اس رسالہ کے اجراء کی اطلاع دی اور جنوری ۱۹۰۲ء سے یہ رسالہ محترم مولانا محمد علی صاحب کی ادارت میں انگریزی میں اور مارچ ۱۹۰۲ء سے اردو زبان میں بھی شائع ہونا شروع ہوگیا۔ اس رسالہ نے جلد ہی علمی سطح پر اپنے پُرشوکت مضامین اور اعلیٰ پایہ کی انگریزی کی بدولت سکّہ جمالیا۔ روسی مفکر ٹالسٹائی کو بھی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے یہ رسالہ بھجوایا تو اُس نے جواباً اس کی بہت تعریف کی اور شکریہ ادا کیا۔ مختلف علمی شخصیات کے علاوہ اخبارات و رسائل نے اس رسالہ کی تعریف میں بہت عمدہ مضامین اور اداریے لکھے۔

رسالہ ''البیان'' لکھنؤ نے لکھا کہ یہی ایک ایسا پرچہ ہے جس کو خالص اسلامی پرچہ کہنا صحیح ہے۔ مسلمانوں کو خوش ہونا چاہئے کہ ہندوستان میں ایک ایسا رسالہ نکل رہا ہے جس کے زوردار مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے۔

اخبار ''ملت'' لاہور نے لکھا کہ اس کے اعلیٰ اور بے نظیر مضامین نے یورپ کی مذہبی دنیا میں ہلچل مچادی ہے اور پادریوں کے گروہ ماتم زدہ نظر آرہے ہیں۔

ضلع سرگودہا کے ایک احمدی زمیندار چودھری حاکم علی صاحب نے یہ رسالہ مسٹر میلکم ہیلی (جو بعد میں گورنر پنجاب اور گورنر یوپی بھی رہے) کے نام جاری کروادیا۔ کچھ عرصہ بعد جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو مسٹر میلکم نے چودھری صاحب سے کہ تم نے یہ رسالہ جاری کرواکے مجھے تکلیف میں ڈال دیا ہے۔ جب مَیں اس کو پڑھتا ہوں تو مجھے یقین ہوجاتا ہے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور اس فکر میں مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی۔

اسی طرح فقیر افتخارالدین صاحب آف

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ستمبر ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیہ قارئین ہے:

اے پیارے تجھ کو دیکھ کے ہی مَیں آنکھیں نُور سے بھرتا ہوں
مَیں دید پہ تیری جیتا ہوں اور تیری دید پہ مرتا ہوں
مرے خوابوں اور تعبیروں میں، مری یاد کی سب تصویروں میں
اک نام ترا ہی آتا ہے ، اس نام کی مالا جپتا ہوں
یہ ہجر کی آتش چیز ہے کیا ، اک ہجر زدہ ہی جانے ہے
مَیں اتنا کندن بنتا ہوں ، اِس آگ میں جتنا جلتا ہوں

راولپنڈی نے اسے ایک انگریز افسر کے نام جاری کروایا۔ کچھ عرصہ بعد اُس نے کہا کہ اس رسالہ کو بند کروادو کیونکہ جب یہ آتا ہے تو پڑھے بغیر رہا بھی نہیں جاتا اور جب پڑھتا ہوں تو راتوں کی نیند اُڑ جاتی ہے اور مَیں ڈرتا رہتا ہوں کہ مَیں اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے خدا کا مجرم ہو جاؤں۔

یکم جون ۱۹۰۹ء کو حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو رسالہ کی ادارت کی ذمہ داری سپرد ہوئی۔ انہی دنوں قادیان میں دو انگریز آئے اور کسی سے ایڈیٹر ''ریویو'' کے مکان کا پتہ پوچھا۔ اپنے مکان کے قریب ہی حضرت مولوی صاحبؓ سادہ کپڑوں میں کھلے گریبان کے ساتھ اپنی بھینس چرا رہے تھے۔ اُن مہمانوں نے آپؓ سے بھی ایڈیٹر کا مکان پوچھا تو آپؓ انہیں اپنے گھر لے آئے اور بیٹھک میں بٹھا کر فرمایا کہ مَیں ابھی انہیں بلا لاتا ہوں۔ اس پر انہوں نے اصرار کیا کہ ہمیں سیدھے اُنہیں کے پاس لے چلیئے۔ جب آپؓ نے بتایا کہ ایڈیٹر مَیں ہوں تو وہ حیرت سے کہنے لگے کہ اُن کا خیال تھا کہ ایڈیٹر کوئی انگریز ہوگا۔

ہاورڈ یونیورسٹی میں تاریخ مذاہب کا پروفیسر مسٹر جارج فوٹ مور لکھتا ہے کہ احمدؑ کی ۱۹۰۸ء میں وفات کے باوجود احمدیت کی ترقی جاری ہے۔ انڈیا سے انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور برطانیہ سے رسالہ اسلامک ریویو شائع ہوتا ہے۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ بھی یہ شائع کر چکے ہیں۔

اسی طرح انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا نے اپنے ۱۹۴۷ء کے ایڈیشن میں احمدیت کی کامیابیوں کے حوالہ سے تفصیلی نوٹ تحریر کیا جس میں رسالہ ریویو کا بھی خصوصیت سے ذکر کیا۔

قیام پاکستان کے بعد دسمبر ۱۹۵۱ء میں رسالہ ریویو (انگریزی) کا احیاء عمل میں آیا جب محترم صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی صاحب اس کے مدیر مقرر ہوئے۔ خلافت ثالثہ میں بھی یہ رسالہ جاری رہا اور بہت سے اہم مضامین اس میں سپرد اشاعت ہوئے۔ خلافت رابعہ میں رسالہ کے انقلاب انگیز دَور کا آغاز ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت پر اس کے معیار، افادیت اور اثر انگیزی میں اضافہ کے لئے خصوصی مساعی کی گئی۔ اسی دور میں رسالہ کے انمول مضامین کی مائیکرو فلم بھی تیار کی گئی۔

عربی رسائل کے عرب دنیا پر اثرات

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان کے صحافت نمبر ۲۰۰۲ء میں جماعت احمدیہ کے عربی رسائل کا تعارف اور اُن کے عرب دنیا پر حیرت انگیز اثرات سے متعلق ایک تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے جو مکرم عبدالمومن طاہر صاحب (انچارج عربک ڈیسک) نے تحریر کیا ہے۔

البشریٰ ‹کبابیر›

یہ عربی ماہنامہ حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے مارچ ۱۹۳۲ء میں جاری فرمایا۔ شروع میں اس کا نام ''البشارۃ'' تھا جو جنوری ۱۹۳۵ء میں بدل دیا گیا۔ کبھی کبھار اس میں انگریزی مضامین بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ اس رسالہ کے اجراء کے کچھ ماہ بعد اخبار ''الصراط المستقیم'' نے اپنے تبصرہ میں لکھا:...... جناب جالندھری صاحب نے جو کچھ تحریر کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ تورات، انجیل اور دیگر صحف انبیاء کا بڑا گہرا علم رکھتے ہیں، آپ کے دلائل نہایت پختہ اور واضح ہیں، یوں لگتا ہے کہ موصوف کو خود خدا تعالیٰ نے عیسائی پادریوں کے مقابلے اور اُن کا جھوٹ پکڑنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔

اسی طرح ۱۹۳۶ء میں اخوان المسلمین جماعت کے ایک رُکن نے لکھا: ''اس میں شائع ہونے والی تحقیقات آپ کی وسیع معلومات، پختہ ایمان اور مضبوط عقیدہ پر گواہ ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی اشاعت کے پیچھے خدا تعالیٰ سے گہرا اخلاص، نیک نیتی اور سچائی سے گہرا پیار کار فرما ہے اور جو قلم اس کو تحریر کرتا ہے وہ روح القدس سے تائید یافتہ ہے۔

البشریٰ ‹ربوہ›

یہ سہ ماہی رسالہ جولائی ۱۹۵۸ء سے ۱۹۷۳ء تک جاری رہا۔ اس کے پہلے رئیس التحریر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری تھے۔ مارچ ۱۹۵۹ء سے یہ رسالہ جامعہ احمدیہ کے زیر انتظام شائع ہونا شروع ہوا اور محترم ملک مبارک احمد صاحب اس کے رئیس التحریر مقرر ہوئے۔ ہر رسالہ میں آپ کا نمایاں حصہ ہوتا تھا اور بعض شمارے مکمل آپ کے ہی ترجمہ کردہ مضامین پر مشتمل ہوتے تھے۔

التقویٰ ‹لندن›

جنوری ۱۹۸۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لندن میں ایک عربی ڈیسک قائم فرمایا تاکہ عرب دنیا میں تبلیغ کے نظام کو وسیع کیا جائے اور عربی میں لٹریچر کو وسعت دی جائے۔ ۱۹۸۸ء میں حضورؒ نے عربی رسالہ ''التقویٰ'' کے اجراء کی ہدایت فرمائی۔ یہ رسالہ کثرت کے ساتھ عربی بولنے والے احباب کو بھجوایا جاتا رہا اور اس کے بہت بابرکت پھل ملے۔

ناروے میں مقیم ایک غیر از جماعت صحافی ڈاکٹر ابو مطر لکھتے ہیں:...... آپ نے صحیح اسلامی مؤقف پیش کیا ہے۔ آج بہت سے لوگ دین کے نام پر کئی قسم کی ہلاکت خیز حرکتیں کر رہے ہیں۔ خصوصاً جو آزادیٔ فکر و اجتہاد پر پابندی لگاتے ہیں، وہ بھول جاتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا سب سے بہترین عطیہ عقل انسانی ہے۔

جنیوا میں مقیم ایک لبنانی صحافی لکھتے ہیں کہ مجھے اسلامی لٹریچر میں بہت تضادات اور رخنے نظر آتے ہیں جنہیں سلجھانے کے لئے مَیں نے مطالعہ اور سوچ بچار بہت کیا مگر ناکام رہا۔ پھر ایک پاکستانی احمدی سے ملاقات ہوئی۔ آپ کے پاس قرآن کریم کی مشکل آیات کی نہایت معقول تفسیر ہے۔ اس میں جدید سائنس اور وفات مسیح کے بارہ میں احمدیہ مسلک میں حسین تطابق نظر آتا ہے۔

بیشمار عرب دانشوروں اور علماء نے اس رسالہ کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس میں بیان کی جانے والی تعلیمات کو سراہا ہے۔ نائیجیریا کی ایک درسگاہ کے ڈائریکٹر محمود احمد تیجانی لکھتے ہیں:...... میرے نزدیک تو احمدی دوسرے مسلمانوں سے بہت بہتر اسلام رکھتے ہیں ...... مَیں اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ لفظ مسلمان کا سب سے سچا اور حقیقی اطلاق احمدی مسلمانوں پر ہوتا ہے۔''

اسی طرح مختلف ممالک میں قائم درسگاہوں اور لائبریریوں کی طرف سے اصرار کے ساتھ یہ رسالہ اور جماعت کا عربی لٹریچر بھجوانے کے مطالبات کئے جاتے رہے ہیں۔ نیز قارئین نے وضاحت کے ساتھ تحریر کیا کہ اس رسالہ کا مطالعہ کرنے سے وہ اپنے سابقہ حاصل کردہ علم کو بالکل سطحی اور غیر منصفانہ سمجھتے ہیں اور ایسی حقیقی اسلامی تعلیم سے وہ اب آشنا ہوئے ہیں جسے عقل کی کسوٹی پر پرکھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ جہاں رابطہ عالم اسلامی والے سعودی عرب، کویت اور مصر کی بعض یونیورسٹیوں میں احمدیت کے خلاف علماء تیار کر کے افریقہ بھجواتے ہیں وہاں ان علماء میں سے اکثر خدا کے فضل سے جلد ہی احمدیت کی آغوش میں آجاتے ہیں اور احمدیت کے دفاع میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سچائی سے محبت کرتے ہوئے یہ اُن تنخواہوں اور مراعات کو ردّ کر دیتے ہیں جو رابطہ والے انہیں مہیا کرتے ہیں۔ اسی طرح التقویٰ کا مطالعہ کر کے احمدیت قبول کرنے والوں میں بہت سے ایسے افراد بھی شامل ہیں جو اپنے اپنے ممالک میں چیدہ چیدہ کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں۔ نیز ایسے بھی ہیں جنہوں نے احمدیت قبول کرتے ہی احمدیت پر ہونے والے حملوں کے جواب میں اپنے قلم کے جوہر دکھانے شروع کر دیئے ہیں۔

ایک عرب ملک کے مفتیٔ اعظم نے جب التقویٰ کے بارہ میں تعریفی خط ارسال کیا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بغرض ملاحظہ پیش کیا گیا تو حضورؒ نے جواباً انہیں تحریر فرمایا: ''التقویٰ کی وہی قدر کر سکتا ہے جسے تقویٰ کی آنکھ اور تقویٰ کا دل عطا ہوا ہو۔......''

۲۰۰۰ء سے رسالہ التقویٰ انٹرنیٹ پر بھی دیا جاتا ہے۔ اس طرح بہت سی فوری تبلیغ کی ضرورتیں پوری ہونے لگی ہیں اور اس کے ثمرات بھی احمدیت کی جھولی میں گر رہے ہیں۔

مضمون نگار اپنے مضمون کے آخر میں حضرت الحاج محمد حلمی الشافعی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کی وفات پر فرمایا: ''ہمارے ایک بہت ہی پیارے بھائی، بہت مخلص اور فدائی انسان، حضرت السید حلمی الشافعی کا وصال ہو گیا ہے...... لقاء مع العرب کے متعلق عربوں کی طرف سے جو خط مجھے ملا کرتے تھے اُن میں حلمی شافعی صاحب کے متعلق بڑے تعریفی کلمات ہوا کرتے تھے۔ ان کا اندازِ بیان بہت ہی پیارا تھا اور مَیں اُن سے کہا کرتا تھا کہ مجھے آپ کے ترجمہ کا ایسا مزہ آتا ہے کہ کسی اَور کا نہیں آتا کیونکہ آپ لگتا ہے کہ میری جان میں اُتر کر ترجمہ کر رہے ہیں...... جس مزاج کے ساتھ مَیں بات کرتا تھا بعینہٖ وہی مزاج ڈال کر ترجمہ کرتے تھے۔...... یہ جو خاص ملکہ خدا نے ان کو دیا تھا، اور پھر چہرے پر اسی طرح غم کے آثار، مسکراہٹ، چہرہ کھل اٹھنا، یہ وہ چیزیں تھیں کہ جنہوں نے ترجمے کے مضمون میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے...... اور محبت خلافت سے ایسی کہ اس کی مثال کم ملتی ہے...... صف اوّل کے مخلص فدائی اور انصار الی اللہ میں سے تھے''۔

تحریری ترجمہ میں بھی آپ کا یہی رنگ تھا کہ گویا حضورؒ کی روح میں ڈوب کر ترجمہ کر رہے ہیں۔ اگرچہ آپ حضورؒ کے خطبہ جمعہ کے انگریزی ترجمہ سے اُس کا عربی ترجمہ کرتے تھے لیکن آپ کا ترجمہ اردو خطبہ کے زیادہ قریب ہوتا تھا، حتیٰ کہ اگر حضورؒ نے بعض مقامات پر مترادفات استعمال فرمائے ہوتے تو آپ کے ترجمہ میں بھی بالکل ویسے ہی مترادفات ملتے۔ یہ حیران کن حقیقت اس وقت سامنے آتی تھی جب عربی ترجمہ کو اصل اردو خطبہ سے ملایا جاتا تھا۔

التقویٰ کے ہر شمارہ کا اکثر حصہ اور بعض دفعہ سارا شمارہ ہی آپ کے مقالات اور تراجم پر مشتمل ہوتا۔ لیکن آپکی اصل عظمت اس میں تھی کہ اگرچہ آپ نہایت اعلیٰ پایہ کی تصنیف کرنے پر قادر تھے مگر حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کے ارشادات آپ کو اس قدر مقدم تھے کہ کہا کرتے تھے کہ میرا ضمیر گوارا ہی نہیں کرتا کہ حضور اقدسؑ اور خلفاء کی کتب اور خطبات کا ترجمہ کرنے کی بجائے اپنی طرف سے کچھ تصنیف کروں۔ آپ حیرت کا اظہار کرتے کہ بعض عرب احمدی اپنی کتابیں لکھنے میں مصروف ہیں جبکہ حضور اقدسؑ اور آپؑ کے خلفاء کے ارشادات کا ہزارواں حصہ بھی ہم نے ترجمہ کر کے عرب دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا۔

''بدر'' قادیان کی خصوصی اشاعت

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان نے جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۲ء کے موقع پر اخبار کا ''صحافت نمبر'' شائع کیا ہے جو A3 سائز کے ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے اور یادگار تصاویر اور تاریخی معلومات سے مزین ہے۔ اس شمارہ میں جہاں جماعت احمدیہ کی سو سالہ صحافت کی تاریخ کو مختلف پہلوؤں سے یکجا کر کے پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے وہاں جماعتی اخبارات و رسائل کے اپنوں اور غیروں پر ہونے والے نیک اثرات کا ذکر بھی نہایت عمدگی سے کیا گیا ہے۔ یہ اشاعت یقیناً ایک قابل قدر کاوش ہے جس پر ادارہ مبارکباد کا مستحق ہے۔

ماہنامہ ''انصار اللہ'' ستمبر ۲۰۰۲ء میں شامل مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

دیوار کی تصویر ہوئے عشق کے مارے
واللہ! کوئی ہجر میں اتنا بھی نہ مارے
اک شہر کہ ویران ہوا ہے ترے غم سے
ہوتے ہی نہیں اس میں بنا تیرے گزارے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611

Vol. 10 | Friday, May 23 and 30 - 2003 | Issue No. 21 & 22

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

صداقت مسیح موعودؑ کا زبردست عالمگیر نشان

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۷ر اپریل ۱۹۳۴ء کو مسجد فضل لائیلپور (فیصل آباد) کا اپنے دست مبارک سے افتتاح فرمایا۔ اس مبارک تقریب پر حضور نے ایک پُرجلال تقریر کے دوران اپنی ذات کو صداقت مسیح موعود کا مجسم نشان قرار دیتے ہوئے بتایا کہ:

''مَیں ایک ایسی پیشگوئی کو لیتا ہوں جو آپ سے، مجھ سے، بلکہ ساری دنیا سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے ''اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو ''عَلٰی دِیْنٍ وَاحِدٍ''۔ یعنی اے اللہ کے رسول کے بیٹے! مَیں تیرے ساتھ ہوں تم سب دنیا کے مسلمانوں کو ایک سلسلہ میں جمع کرواور ایک دین کا پابند بناؤ۔

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا اس وقت مَیں طالبعلم تھا اور طالبعلم بھی ایسا جو ہمیشہ فیل ہوتا تھا اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی وگرنہ اگر کچھ پاس کرلیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ مَیں یہ ہوں، وہ ہوں۔ لیکن اب تو اس حقیقت کا انکار نہیں ہوسکتا کہ جو کچھ مجھے آتا ہے یہ اللہ کا ہی فضل ہے میری اس میں کوئی خوبی نہیں۔ کچھ عرصہ ہوا لاہور میں دو مولوی صاحبان مجھ سے ملنے آئے اور بطور تمسخر ایک نے پوچھا کہ آپ کی تعلیم کہاں تک ہے۔ مَیں سمجھ گیا کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ مَیں نے کہا کچھ بھی نہیں۔ کہنے لگے آخر کچھ تو ہوگی۔ مَیں نے کہا صرف قرآن جانتا ہوں۔ کہنے لگے بس قرآن۔ مجھے ان پر تعجب ہوا کہ ان کے نزدیک قرآن جاننا کوئی چیز ہی نہیں اور انہیں اس پر خوشی کہ ان کی تعلیم کچھ نہیں۔ پھر ایک نے پوچھا انگریزی پڑھی ہوگی۔ مَیں نے کہا پڑھتا تو تھا مگر ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ کہنے لگے تو پھر انگریزی بھی نہ ہوئی۔ اس کے بعد پوچھنے لگے پرائیویٹ طور پر تو تعلیم حاصل کی ہوگی۔ مَیں نے کہا وہ بھی قرآن ہی پڑھا ہے۔ اور واقعی یہ امر واقع ہے۔ مَیں ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ میری صحت کمزور تھی اور اطبّاء نے کہا تھا کہ اس کی تعلیم پر زور نہ دیا جائے وگرنہ اسے سِل ہو جائے گی۔ ایسے شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام کرتا ہے کہ اے ابن رسول اٹھ اور ساری دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کردے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت میری عمر چھوٹی تھی۔ پھر صدر انجمن کے بعض ممبر یہ کہہ رہے تھے کہ کوئی خلیفہ نہیں ہونا چاہئے اور وہ پراپیگنڈا کررہے تھے کہ خلافت کی ضرورت ہی نہیں اور اس طرح گویا خلافت کا نشان ہی مٹانے میں لگے ہوئے تھے۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہوجاتے تو اس الہام کے پورے ہونے کا کوئی موقع نہ رہتا۔ پھر اس کے بعد بھی بعض لوگ میری مخالفت کرتے رہے اور اس کوشش میں رہے ہیں کہ مَیں خلیفہ نہ بن سکوں حالانکہ مجھے کبھی اس کا وہم بھی نہ تھا۔

ایک دفعہ مجھے یاد ہے مَیں گھر میں بیٹھا تھا کہ مسجد مبارک میں جو ہمارے گھر سے ملحق ہے خلافت کے موضوع پر گفتگو ہورہی تھی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ جھگڑا کیا ہے لیکن میرے کان میں آواز آئی کہ ہم نے مولوی صاحب کے ہاتھ پر تو بیعت کرلی تھی اب ایک لونڈے کے ہاتھ پر کس طرح بیعت کریں۔ مجھے کوئی وہم بھی نہ تھا کہ مَیں بھی خلیفہ ہوسکتا ہوں اس لئے مَیں نے بڑی حیرانی سے ایک صاحب سے جو اس مجلس میں شامل تھے دریافت کیا کہ یہ لونڈا کون ہے جس کا ذکر ہورہا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ آپ ہی کے متعلق بات ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور مَیں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مجھے نہ تو کوئی اس کا علم تھا اور نہ ہی طاقت تھی۔ جب حضرت خلیفہ اوّل سخت بیمار ہوئے تو مَیں نے اختلاف پر غور کیا اور بہت غور کیا۔ جب مَیں نے دیکھا کہ جماعت کا ایک حصہ عقائد میں ہم سے خلاف ہے تو مَیں نے کہا کہ یہ لوگ ہماری بات تو نہیں مانیں گے، آؤ ہم ہی ان کی مان لیتے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے سب رشتہ داروں کو جمع کرکے کہا کہ سلسلہ میں اتحاد سب چیزوں پر مقدم ہے۔ آؤ ہم ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور مَیں نے تجویز کیا کہ سب سے پہلے مولوی محمد احسن صاحب کی بیعت کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ان پر اتفاق نہ ہو تو سید حامد شاہ صاحب کا نام پیش کیا جائے اور اگر ان پر بھی اتفاق نہ ہو تو مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی جائے۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے خیال کیا کہ لوگ ضرور میری بیعت کریں گے اور انکار خلافت پر اصرار کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے اصرار کیا کہ مَیں بیعت لوں اور مجھے بیعت لینی پڑی۔ پس میری خلافت غیر معمولی حالات میں ہوئی اور اس الہام کے ماتحت ہوئی۔ اس کے بعد الہام کے دوسرے حصہ کے پورے ہونے کا وقت آیا۔

جب مَیں خلیفہ ہوا اس وقت ہندوستان سے باہر احمدی نہ تھے۔ یا اگر تھے تو وہ نسلاً ہندوستانی تھے۔ مگر اب خدا کے فضل سے انگلینڈ، امریکہ، جزائر امریکہ، ایران، شام، الجزائر، سماٹرا، جاوا، بورنیو، نیو گیانا، گولڈ کوسٹ، لیگوس، نٹال، مصر اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے مقامات پر جماعتیں ہیں۔ کئی مقامات پر اپنی مساجد تعمیر ہوچکی ہیں اور ان لوگوں میں سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو گالیاں دینے والے تھے، آپؐ پر درود بھیجنے والے پیدا ہوگئے ہیں۔ ایک انگریز نومسلم نے جو پہلے عیسائی تھا مجھے خط لکھا کہ کوئی رات ایسی نہیں کہ مَیں سونے سے پہلے رسول کریم ﷺ پر درود نہ بھیجوں کہ آپ ایسا دین لائے اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس لئے کہ آپؑ کے ذریعہ یہ صداقت مجھ تک پہنچی''۔

(انوار العلوم جلد ۱۳ صفحہ ۴۱۷۔۴۱۹۔ ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن۔ اشاعت مارچ ۲۰۰۳ء)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اوّل

حضور انور نے صفت اَلْخَبِیْر کے ذکر پر مشتمل چند مزید آیات سورۃ الاسراء: ۳۱، سورۃ الحج: ۶۴، سورۃ الفرقان: ۵۹ کی تلاوت اور ترجمہ کرنے کے بعد اس مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ اب یہ قرآن کریم کا بیان صرف مومنین کے لئے نہیں ہے بلکہ ہمارے ایمانوں کو تقویت دینے کے لئے ایسی پیشگوئیاں بھی قرآن شریف میں موجود ہیں جو غیروں کا منہ بند کرنے کے لئے بھی کافی ہیں اور ہر پاک دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ کتاب علیم و خبیر خدا کی طرف سے ہے جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ قرآنی آیات کے حوالہ سے حضور ایدہ اللہ نے بعض ایجادات اور Radiation کے عذاب اور Atomic Warfare کی خبروں کا بھی ذکر فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض ایسی باتیں ہیں جو کہ آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال پہلے بیان فرمائی تھیں اور آج سائنسی تحقیق نے ان کو اسی طرح ثابت کیا ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ والسلام کے زمانہ میں ظاہر ہونے والے بعض واقعات کے چند نمونے پیش فرمائے۔ حضور ایدہ اللہ نے ''وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِق'' والے الہام کی تفصیل بیان کی جس میں حضور علیہ السلام کو اپنے والد محترم کی وفات کی خبر دی گئی تھی۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اس لئے یہ خیال گزرا کہ اُن کی وفات کے بعد کیا ہوگا تو دوسرا الہام یہ بھی ہوا کہ ''الیس اللہ بکاف عبدہ'' یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ اس الہام کے ساتھ دل ایسا قوی ہوگیا کہ جیسے ایک سخت زخم کسی مرہم سے ایک دم اچھا ہوجاتا ہے۔ آپؑ نے اس الہام کی انگوٹھی بنوائی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ انگوٹھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئی اور آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد یہ انگوٹھی جو بھی خلیفہ ہو اس کو دی جائے اور یہ خلافت کا ہی ورثہ ہوگا میرا ذاتی ورثہ نہیں ہوگا تو اس کے بعد یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ملی۔ حضور ایدہ اللہ نے اپنی انگلی کی زینت اس انگوٹھی کو دکھاتے ہوئے فرمایا کہ وہی انگوٹھی مجھے پہنائی گئی۔ اللہ تعالیٰ خلافت کی یہ برکات ہمیشہ جاری رکھے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کو دی جانے والی بعض معاندین کی ہلاکتوں کی خبروں میں جان الیگزنڈر ڈوئی کی ہلاکت کی خبر کا ذکر کیا اسی طرح کوریا کے متعلق بھی خبر کا ذکر کیا جو کہ ۱۹۰۴ء میں پوری ہوئی۔ پھر جماعت کے قیام اور ترقی کے بارہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبریں دی گئی ہیں ان میں سے بعض کا حضور انور نے ذکر فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا آخر پر میں جماعت انگلستان اور یہاں کے مخلصین کی غیر معمولی خدمات پر ان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس پیاری جماعت نے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجرت کے دوران بے انتہا خدمت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے، جہاں تک میرا علم ہے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ بھی آپ سے خوش ہی گئے ہیں۔ پھر حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جس نظم و ضبط اور جس وفا اور اخلاص اور منجھے ہوئے کارکنان کی طرح تمام عہدیداران اور کارکنان نے حالات کو سنبھالا اور اندازے سے کئی گنا زیادہ مہمان آنے پر ان کو خوشی سے ہر سہولت جو اس موقعہ کی مناسبت سے دی جاسکتی تھی دی، یہ کوئی کم حیرت کی چیز نہیں، واقعی ہی حیرت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی اس فدائی جماعت کے کاموں پر۔ بہرحال جب نیت نیک ہو تو الٰہی تائیدات بھی شامل حال ہوتی ہیں اور ہر کارکن نے اس دوران الٰہی تائیدات کے نظّارے بھی دیکھے۔

اب کثرت سے لوگوں کے خطوط آرہے ہیں کہ سارے منظّم انتظام کا ہماری طرف سے جماعت انگلستان کو ایم ٹی اے کو شکریہ ادا کریں جو لوگ یہاں نہیں آسکے انہوں نے جس تفصیل سے اپنی دلوں کی تسکین کے سامان پائے اس پر دنیا بھر کے کروڑوں احمدی ایم ٹی اے کے کارکنان کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے نہ آنے والوں مجبوروں کو بھی تشنہ نہیں رہنے دیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میری اطلاع کے مطابق بعض کارکنان مسلسل اڑتالیس گھنٹے تک بھی ڈیوٹی دیتے رہے اور پھر تھوڑا سا آرام کرتے تھے۔ یہ سب یقیناً ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں۔ تمام جماعت کو میں ان تمام کارکنان کے لئے جنہوں نے انتظامی لحاظ سے خدمت کی دعا کی خصوصی درخواست کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا دے۔ اور آئندہ بھی اسی وفا اور اخلاص کے ساتھ اسی طرح قربانیاں دیتے ہوئے یہ کام کرتے چلے جائیں۔ آمین۔

★★★★★★★★★★★★★★★★★★

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔